ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۱۹/اپریل ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ۔ رواہ مالک

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جس قوم میں مال غنیمت کے اندر خیانت کرنے کا عیب پیدا ہوجائے خداوند تعالےٰ اس کے دلوں میں دشمنوں کا رعب پیدا کر دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کاری پھیلتی ہے اس میں اموات کی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو قوم ماپنے اور تولنے میں کمی کرتی ہے (یعنی کم ناپتی اور کم تولتی ہے) اس کا رزق اٹھا لیا جاتا ہے اور جو قوم ناحق حکم کرتی ہے (یعنی جس قوم کے امراء احکام نافذ کرنے میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور ناحق احکام جاری کرتے ہیں) اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے۔ اور جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے

•

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔ رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیثٌ غریبٌ اسناداً۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو (یعنی جس طرح انگارے کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے اسی طرح دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔)

•

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ بْنُ يَحْيَى الرَّاوِيْ يَعْنِي الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ يَعْنِي الْخَمْرَ قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَا بَيَّنَ قَالَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا۔ رواہ الدارمی۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹایا جائے گا جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی (یعنی اسلام میں سب سے پہلے خدا کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی اور اس کے حکم کو الٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا) اور پوچھا گیا یا رسول اللہؐ یہ کیونکر ہوگا۔ حالانکہ شراب کے متعلق خدا کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے۔

•

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى قَالَ فَمَنْ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید و پیروی کروگے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ۔ یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے سوراخ میں بیٹھے ہوں گے تو تم اس میں بھی اس کا اتباع کروگے۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! (کیا آپؐ کی مراد) یہود و نصاریٰ سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا (وہ نہیں تو پھر) اور کون۔

•

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

•

عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ بَدَاَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً ثُمَّ مُلْكًا عَضُوْضًا ثُمَّ كَائِنٌ جَبْرِيَّةً وَعُتُوًّا وَفَسَادًا فِي الْاَرْضِ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِيْرَ وَالْفُرُوْجَ وَالْخُمُوْرَ يُرْزَقُوْنَ عَلٰى ذَالِكَ وَيُنْصَرُوْنَ حَتّٰى يَلْقَوُا اللّٰهَ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ امر (یعنی دین) ظاہر ہوتا ہے نبوّت اور رحمت کے ساتھ (یعنی دین کا ابتدائی زمانہ وحی اور رحمت تھا) پھر خلافت اور رحمت کا زمانہ ہوگا پھر ظالم بادشاہوں کا عہد ہوگا۔ اور اس کے بعد یہ امر ہونے والا ہے۔ تکبّر۔ قہر۔ غلبہ اور فساد فی الارض (یعنی زمین میں فتنہ اور فسادات پیدا ہو جائیں گے) اس وقت لوگ ریشم کے کپڑوں کو حلال سمجھیں گے عورتوں کی شرمگاہوں اور شراب کو جائز قرار دیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ ان کو رزق دیا جائیگا اور ان کی مدد کی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ خدا سے جا ملینگے (یعنی روزِ جزاء میں خدا کے سامنے پیش ہوں گے)۔

وہ مشرق ہو کہ مغرب ہر طرف ہے فتنہ سامانی
نظامِ زیست کو منشورِ قرآں کی ضرورت ہے

شرح چندہ
پاکستان و ہندوستان میں
سالانہ چندہ ۱۲ روپے
ششماہی ۶ روپے
سہ ماہی ۳ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

ہفت روزہ
خُدّام الدّین
لاہور
فون ــــــ ۶۷۵۴۵

شرح چندہ بیرونی ممالک
(۱) سعودی عرب (۲) کویت (۳) ایران
(۴) افریقہ (۵) ملایا (۶) انگلینڈ
(۷) ہانگ کانگ وغیرہ کے لئے
عام ڈاک سے ۸۷ روپے ، ۱۸ روپے
ہوائی ڈاک ۵۴ روپے
امریکہ: عام ڈاک سے ۲۴ روپے، ہوائی ڈاک سے ۸۰، ۸۲ روپے

جلد ۸ ــــ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۶۳ء ــــ شمارہ ۵۰

اُمراء پر تعلیمی ٹیکس عائد کرنے کی تجویز

صوبائی وزارتِ تعلیم کی جانب سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ملک میں تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے دولت مند طبقے پر ٹیکس عائد کرنے کا قانون مرتب کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ حکومت کے پاس تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے وسائل و ذرائع کی سخت قلت ہے، اس طرح جو رقم جمع ہوگی اُسے مستحق ذہین طلباء کی مالی امداد کے پروگرام میں... توسیع پر بھی صرف کیا جائے گا!

وزارتِ تعلیم کا یہ بیان اس پس منظر کو نمایاں کرنے کے لئے کافی ہے کہ مختلف تعمیری اُمور سے ہمارے دولت مند اور سرمایہ دار طبقہ کی بے توجہی و بے التفاتی اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ حصول مقصد کے لئے اربابِ حکومت کو آرڈیننس کا سہارا لینا پڑا ہے!

ہم اس تلخ حقیقت کے اظہار میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے دولت مند اور سرمایہ دار گروہ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا صرف دولت رہ گیا ہے۔ وہ قومی اور ملکی تعمیر و ترقی کے کاموں میں ادنیٰ دلچسپی لینے کو بھی غیر ضروری خیال کرنے لگ گئے ہیں، ان کے ہاں ہر وہ کام باعثِ التفات ہے جو ان کی دولت میں اضافے اور تجوریوں کے منہ بھرنے میں خوب ممد و معاون ثابت ہو سکے۔! ہمارے ملک کا یہ طبقہ لالچ اور خود غرضی اور حصولِ دولت کے لئے مہلک امراض کا شکار ہو کر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے اور مال و دولت جمع کرنے کے پیچھے سرپٹ دوڑا جا رہا ہے کہ اسے باقی دنیا کی کوئی خبر نہیں رہی۔! یہ صورتِ حال اس قدر گھناؤنی اور یہ طرزِ عمل اس قدر خطرناک ہے کہ ہم اس کے انجام کی ہلاکت خیزیوں کے تصور سے بھی کانپ کانپ جاتے ہیں۔!

یہ صحیح ہے کہ مال و دولت خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام کی ایک خوشنما صورت ہے لیکن اگر اس کے استعمال کا مصرف صرف اپنی ذات رہ جائے اور اسے اپنی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیا جائے تو پھر وہ انعام و اکرام کے دائرہ سے نکل کر عذاب اور مصیبت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اربابِ حکومت کی طرف سے تعلیمی ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کو بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی سمجھنا چاہیئے۔ ہم قوم پر متعدد بھاری ٹیکس عائد کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ لیکن جب ہم دولت مند طبقہ کی عیاشانہ سرگرمیوں اور شوقِ فضول کاموں سے ان کے اعراض اور پہلو تہی کو دیکھتے ہیں۔ تو پھر ناگزیر صورت میں ایسے انتہائی اقدام کی تائید کے بغیر چارہ کار دکھائی نہیں دیتا ہے تاہم اس تائید و حمایت کے باوجود ہم اس امر کا اظہار بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ تعلیمی ٹیکس کے عنوان سے حکومت کو جہاں دولت مند طبقہ سے خاصی رقم حاصل کرنے میں کامیابی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں اسے ٹیکس کے مضرت رساں پہلو پر بھی نگاہ رکھنی چاہیئے! کہ اس رقم سے کہیں اربابِ اختیار کے منظورِ نظر اور سفارشی طلباء ہی مستفیض ہونے کی "سعادت" حاصل نہ کر جائیں اور بے چارے غریب اور مستحق طلباء حسبِ معمول محرومِ قسمت رہ جائیں!

ہم آخر میں دولت مند اور صاحب ثروت حضرات سے یہ اپیل کریں گے کہ انہیں نہ صرف آرڈیننس اور حکومت کے جبر و تشدد کے خوف سے ہی رقم خرچ کرنے کا انداز ترک کر دینا چاہیئے۔ بلکہ رضاکارانہ طور پر بھی نیک اور مفید کاموں میں اپنی دولت کو خرچ کرنے کا معمول بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اسلامی اصول و ضوابط کے تحت زکوٰۃ، صدقات، اور خیرات کی شکل میں دولت و سرمایہ کی تقسیم کا مرحلہ منصفانہ انداز میں طے ہوتا رہے اور جائز ضروریات و خواہشات سے زائد ملکی اور ملی تقاضے پورے کرنے پر صرف ہو۔ تو یہی ایک شکل ایسی ہے۔ جس سے ملک امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے اور خداوند قدوس کی خوشنودی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قومی تعمیر و ترقی کے بیشتر پروگرام بھی احسن صورت میں انجام پذیر ہو سکتے ہیں ـــــ

روانگیٔ حجاز

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی
ناظم اعلےٰ جمعیت علمائے اسلام و
(ممبر صوبائی اسمبلی)

۱۳ اپریل کے دن بمعہ اہلیہ محترمہ حج کو جانے کے لئے ریلوے اسٹیشن لاہور سے گزرے جہاں پر سینکڑوں قومی کارکنوں جمعیت کے عہدہ داروں اور بے شمار احباب نے نعرۂ تکبیر سے ان کا استقبال کیا۔ استقبال کرنے والوں میں جناب ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری، آغا عبدالکریم صاحب شورش، سید مخدوم شاہ بنوری، احمد حسین کمال صاحب، جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب مدیر ہفت روزہ خدام الدین لاہور، خان طاؤس خان ہزاروی، علامہ مختار احمد حسینی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں

حضرت مولانا نے رخصت ہونے سے پہلے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ تیز گام ۳ ۱/۲ بجے کراچی کے لئے روانہ ہوئی اور لاہور اسٹیشن نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد سے گونجتا رہا۔ اور روانگی کے وقت حضرت مولانا نے پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لئے دعا فرمائی، مصر شام و عراق کے اتحاد کے روشن امکان پر مسرت کا اظہار فرمایا اور تمام اہل عالمِ اسلام کے اتحاد کی دعا فرمائی ـــــ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷؍ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲؍اپریل ۱۹۶۳ء

صحیح معنوں میں انسان کون ہے

جمعہ سے پہلے جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے پڑھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

برادران اسلام اور معزز خواتین۔ انسان کا ڈھانچہ ہمیں نظر آتا ہے جس میں دو پاؤں دو ہاتھ ایک منہ بتیس دانت، ایک ناک، دو آنکھیں ایک سر اور قد سیدھا ہے۔ یہ دراصل انسانیت کا ایک سانچہ ہے۔ اس سانچہ کے اندر اگر انسانیت موجود ہوگی تب یہ سانچہ صحیح معنی میں انسان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ اندر انسانیت نہ پائی گئی تو پھر سانچہ تو انسانی ہوگا۔ مگر اندر جس قسم کی صفات پائی جائیں گی۔ اس کا نام انسانوں کی فہرست سے خارج کر کے اسی نام سے پکارا جائے گا۔ اسی لئے اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں بعض انسانوں کو کتوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور بعض کو گدھوں کے ساتھ اور بعض کو مویشیوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ ان تشبیہات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح معنی میں انسان انسان کہلانے کا تب مستحق ہوتا ہے جب اس میں انسانی صفات پائی جائیں۔ اگر انسانی صفات نہیں ہیں۔ تو پھر جس حیوان کی صفتیں اس انسانی سانچے کے اندر پائی جائیں گی اسی حیوان کے نام سے اسے پکارا جائے گا

مختلف پیشے

آپ کو معلوم ہے کہ ہر پیشہ ور اپنے پیشے کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ کپڑا سینے والے کو درزی کہتے ہیں جوتا سینے والے کو موچی کہتے ہیں۔ لکڑی کا کام کرنے والے کو بڑھئی کہا جاتا ہے۔ کپڑا بننے والے کو جولاہا کہا جاتا ہے۔ حالانکہ شکل و شباہت کے لحاظ سے سبھی ایک جیسے انسان ہیں۔ اسی طرح اندرونی صفات کے اختلاف کے لحاظ سے ہر انسان اپنی اپنی مختلف صفتوں کے لحاظ سے اسی نام کا مستحق سمجھا جاتا ہے اسی نقطہ نگاہ سے اللہ جل شانہٗ نے کسی کو کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے کسی کو گدھے کے ساتھ وغیرہ وغیرہ

کتے کے ساتھ تشبیہ

قولہ تعالیٰ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ج فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پ ۹)

ترجمہ! اور انہیں اس شخص کا حال سنا دے جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں۔ پھر وہ ان سے نکل گیا پھر اس کے پیچھے شیطان لگا تو وہ گمراہوں میں سے ہوگیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا مرتبہ بلند کرتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اور اپنی خواہش کے تابع ہوگیا اس کا تو ایسا حال ہے۔ جیسے کتا اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپے یہ ان لوگوں کی مثال ہے۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو یہ حالات بیان کر دے شاید کہ وہ فکر کریں

عبرت

برادران اسلام اگرچہ ان آیات میں بلعم باعور کا واقعہ مذکور تھا۔ مگر آخر میں اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لئے آیات الٰہی کے سب جھٹلانے والوں کو اسی حکم میں شامل کر لیا ہے کہ ان سب کی مثال کتے کی سی ہے۔

بلعم باعور کا واقعہ

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیات بلعم باعور کے حق میں نازل ہوئیں جو ایک عالم اور صاحب تصرف درویش تھا۔ بعدہ اللہ کی آیات و ہدایات کو چھوڑ کر عورت کے اغوا اور دولت کے لالچ سے حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اپنے تصرفات چلانے اور ناپاک تدبیریں بتلانے کے لئے تیار ہوگیا۔ آخر موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا خود مردود ابدی بنا۔ آیات اللہ کا جو علم بلعم کو دیا گیا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو اس کے ذریعہ سے بہت بلند مراتب پر اس کو فائز کر دیتا اور تب ہی ہو سکتا تھا کہ اسے اپنے علم پر چلنے اور آیات اللہ کا اتباع کرنے کی توفیق ہوتی۔ لیکن ایسا نہ ہوا کیونکہ وہ خود آسمانی برکات و آیات سے منہ موڑ کر زمینی شہوات و لذات کی طرف جھک پڑا وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہا تھا۔ اور شیطان اس کا پیچھا کرتا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ پکے کجرووں اور گمراہوں کی قطار میں جا داخل ہوا۔ اس وقت اس کا حال کتے کی طرح ہوگیا۔ جس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہو اور برابر ہانپ رہا ہو اگر فرض کرو۔ اس پر بوجھ لادیں۔ یا ڈانٹ بتلائیں یا کچھ نہ کہیں آزاد چھوڑ دیں۔ بہر صورت ہانپتا اور زبان لٹکائے رہتا ہے۔ کیونکہ طبعی طور پر دل کی کمزوری کی وجہ سے گرم ہوا کے باہر پھینکنے اور سرد و تازہ ہوا کے اندر کھینچنے پر بسہولت قادر نہیں ہے۔ اسی طرح سفلی خواہشات میں مونہہ مارنے والے کتے کا حال ہوا۔ کہ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے آیات اللہ کا دیا جانا یا تنبیہ کرنا اور نہ کرنا دونوں حالتیں اس کے حق میں برابر ہو گئیں۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ حرص دنیا سے اس کی زبان باہر لٹک پڑی اور ترک آیات کی نحوست سے بدحواسی اور پریشانی خاطر کا نقشہ برابر ہانپتے رہنے کی مثال میں ظاہر ہوا ممکن ہے کہ بلعم کی باطنی و معنوی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک مثال کے طور پر یہ مضمون اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط ذکر کیا گیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ دنیا یا آخرت میں اس کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی ہو کہ ظاہری اور حسی طور پر کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑے اور ہمیشہ وہ بدحواس اور خوفزدہ آدمی کی طرح ہانپتا رہے العیاذ باللہ — آیات کا شان نزول کچھ بھی ہو — بہر حال یہاں ایسے ہوا پرستوں کا انجام بتلایا گیا ہے جو حق کے قبول کرنے یا پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض دنیوی طمع اور سفلی خواہشات کی پیروی میں احکام الٰہیہ کو چھوڑ کر شیطان کے اشاروں پر چلنے لگیں اور خدا کے عہد و میثاق کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ (ماخوذ از حاشیہ از حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

گدھے کے ساتھ تشبیہ

قولہ تعالیٰ۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ط ..... وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الجمعہ پ ۲۸ رکوع ۱۶)

ترجمہ! ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے۔ جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کی بہت بری مثال ہے۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

یعنی یہود پر تورات کا بوجھ رکھا گیا تھا۔ اور وہ اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے اس کی تعلیم و ہدایات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ نہ اس کو محفوظ رکھا۔ نہ دل میں جگہ دی۔ نہ اس پر عمل کر کے اللہ کے فضل و انعام سے بہرہ ور ہوئے بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے۔ حکمت و ہدایت کا

باقی ص ۵

مجلس ذکر

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء

مُحسن کی اِحسان شناسی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

بزرگانِ محترم!

ایک عرصہ سے ذکر الٰہی کی تلقین اور اس کے شوق کے سلسلہ میں مضمون عرض کر رہا ہوں۔ ہر جمعرات حلقہ ذکر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ اصلاح حال کے لئے کچھ نہ کچھ فرما دیا کرتے تھے

اب وہ اصلاح حال کے نسخے۔ مواعظ و نصائح مجلس ذکر کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو گئے ہیں۔ شروع میں میرا معمول تھا۔ کہ حضرتؒ کی گذشتہ مجلس ذکر کے نام کی تقریر سُنا دیا کرتا تھا۔ لیکن اب احباب کے تقاضوں کی بنا پر اپنی سمجھ کے مطابق اصلاح حال کے لئے کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں ——

آپ حضرتؒ کے ارشادات مجلس ذکر جو کتابی صورت میں مرتب ہو چکے ہیں ضرور پڑھا کریں۔ بار بار پڑھیں کیونکہ حضرتؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہوئے الفاظ اثر رکھتے ہیں

حضرتؒ بہت ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے تھے "سارا سارا دن قرآن کی خدمت میں گزر جاتا۔ اکثر ساری ساری رات اور ذکر الٰہی کرتے گزار دیتے

میں حضرتؒ کو سونے کے لئے کہتا۔ تو فرماتے کہ ابھی میرے معمولات باقی ہیں۔ جب تک مکمل نہ ہوں۔ کیوں کر سو سکتا ہوں۔ اور پھر فرماتے بیٹا آخر قبر میں جا کر سونا ہی تو ہے۔ قبر سونے کے لئے کیا کم ہے؟

جب حج و عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے تو وہاں بہت کم گفتگو فرماتے۔ تمام وقت عبادت الٰہی اور نوافل میں گزار دیتے۔ ہر روز رکھتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب خانہ کعبہ میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مدینہ منورہ میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے تو روزوں تو روزوں کا ثواب بھی اسی قدر ہو گا۔ کوئی وقت ضائع نہ جانے دیتے ایک سانس بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوتے۔ اکثر وہاں خیرات کرتے

اور فرماتے اس کا اجر بھی اسی حساب سے ہو گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ جو میرے راستے جتنا خرچ کرے گا۔ میں اتنا ہی زیادہ اُسے دوں گا۔ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو بے حساب دیتے تھے اور حضرتؒ بھی اسی طرح بے حساب خیرات اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت

فرمودہ حضرت مولانا احمد علیؒ

مالک سب کا ایک ہے مالک کا کوئی ایک
لاکھوں میں تو کوئی نہیں، اربوں میں جا دیکھ

(قاضی احسان احمد شجاع آبادی)

میں خرچ کرتے۔

انسان کی فطرت میں ہے کہ محسن کی احسان شناسی کی جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ ذکر و عبادت کرنے کا حکم نہ فرماتے۔ تب بھی فطری تقاضا تھا کہ ہم کثرت سے اللہ تعالیٰ کی یاد کریں۔ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لائیں۔ نیکی سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ——

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ فرماتے کہ جب میں سوتا ہوں۔ تو میری آنکھیں سوتی ہیں۔ دل جاگتا رہتا ہے۔ اور یاد الٰہی میں شاغل رہتا ہے صوفیائے عظام اسی کی نقل فرماتے ہیں۔ اور قلب کو جاری کراتے ہیں

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ دائیں قدم پر اللہ اور بائیں قدم پر ہُو کہا کرو۔ سانس اندر لے جاتے اور باہر لاتے وقت بھی ذکر الٰہی کرو ——

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر وقت اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب کی مشکلات حل فرمائے اپنے در پر آنے کی توفیق عطا فرمائے غیر کے آگے جھکنے سے بچائے کسی کا محتاج نہ کرے نہ باپ کو بیٹے کا، نہ بیٹے کو باپ کا۔ نہ بیوی کو خاوند کا نہ خاوند کو بیوی کا۔ غرضیکہ کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے۔ فقط اپنا ہی محتاج رکھے غیب سے ہماری امداد فرمائے۔ ہم سب کی عبادات اور ذکر الٰہی کو قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین

بقیہ خطبہ صفحہ ۴ سے آگے

ایک ربانی خزینہ تھا مگر جب اس سے منتفع نہ ہوئے تو وہی مثال ہو گئی ہے:

نہ محقق شدی نہ دانش مند
چارپائے بر و کتابے چند

ایک گدھے پر علم و حکمت کی پچاسوں کتابیں لاد دیجئے۔ مگر سوائے بوجھ کے اُسے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے اس بات سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ کہ پیٹھ پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں۔ یا خزف و سنگریزے اگر محض اسی پر فخر کرنے لگے۔ کہ دیکھو میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں۔ لہٰذا میں بڑا عالم اور معزز ہوں تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہو گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

صحیح معنوں میں انسان

قاعدہ یہ ہے کہ جو کاریگر جو چیز بنائے جب وہ کہے کہ میں نے جو نمونہ بنانا چاہا تھا۔ یہ چیز ٹھیک اسی نمونہ کی بنی ہے۔ تب سمجھا جاتا ہے کہ واقعی یہ چیز بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اب چونکہ اللہ جل شانہٗ انسان کا بنانے والا ہے۔ اس لئے جن انسانوں کی وہ تعریف فرمائیں سمجھا جائے گا۔ وہی اصل ٹھیک اور صحیح معنی میں انسان

قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(سورہ زمر پ ۲۳ رکوع ۲)

ترجمہ۔ اور جو لوگ شیطانوں کو پوجنے سے بچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے ان کے لئے خوشخبری ہے۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں۔ پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقل والے ہیں۔

الحاصل

حاصل ان آیات کا یہ نکلا کہ جو لوگ تمام ماسوی اللہ کی پرستش چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے سنائی جائے اسے توجہ سے سنتے ہیں۔ اور جو اچھی بات انہیں سمجھائی جائے اس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔ احسن القول سے مراد دراصل قرآن مجید ہے۔ یعنی وہ لوگ قرآن مجید پر عمل کرتے

امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب کی تاریخ

(رأس المحققین حضرت مولانا سید امین الحق شیخوپوری)

جن بزرگوں کو امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کی فقہہ اجتہاد میں عیب نکالنے کا اور امام ابوحنیفہؒ کے علم اور تقویٰ کو الزام لگانے کا شوق ہے تو ایسے بزرگ اکثر خطیب صاحب کی تاریخ کا بہانہ بناتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں. کہ خطیب پر علم اور تقدس ختم ہوتا ہے خطیب صاحب نے جو کچھ امام حنیفہ کے خلاف لکھا ہے وہ قطعی اور حرف آخر ہے ۔ اور خطیب کے نام سے عوام کو امام ابوحنیفہؒ کے خلاف آسانی کے ساتھ سوءِ ظن کا شکار کرسکتے ہیں اور خطیب کے جواب میں امام ابوحنیفہ کی طرف سے خودداری ہے حافظ ابن عبدالبرؒ وزیریمانی زیدی سبط ابن جوزی وغیرہ حضرات اہل علم نے اصل حقیقت کی وضاحت اور واقعات کا اظہار کیا ہے اس کے پڑھنے اور بیان کرنے کی تکلیف کو اس لیئے برداشت نہیں کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف خطیب کے نام سے ان کو پراپیگنڈا کرنے کا اچھا موقع مل گیا ہے اور یہ بھول جاتے ہیں کہ رسالت علیہ الصلوۃ والسلام کے دین اور علوم کے سچے مخلص اور عظیم اہل اللہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف نکتہ چینی اور بدگوئی سے ندامت اور رسوائی کے سوا اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے آج سے بہت پہلے بھی امام ابوحنیفہ کیساتھ حسد اور کینہ میں لوگوں نے امام ابوحنیفہ کو ناجائز الزامات لگانے میں کمی نہیں کی ہے مگر سب بیکار امام ابوحنیفہ کے خلاف کسی ایک کی نہیں سنی گئی اہل علم میں مذکورہ حضرات کے علاوہ حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ زیادہ زور اور تہدید کے ساتھ امام ابوحنیفہ کی فقیہ علم اور تقویٰ کی ستائش کرتے ہوئے مخالفوں کو جواب دیا ہے اور دور حاضر میں مصر کے جید اور معروف فاضل علامہ کوثری نے تانیب الخطیب کے نام سے خطیب صاحب کی تاریخ کی روایات کا مکمل مالہ وما علیہ شائع کردیا ہے اور خطیب کی تاریخ پر کچھ روشنی ڈالی ہے اس لئے اس موضوع میں فاضل علامہ کی کتاب تانیب الخطیب سے مختصر سا اقتباس ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں تاکہ خطیب کی شخصیت اور نقد وروایت میں خطیب کی تاریخ کا مقام آپ کو اوجھل رہے اور امام ابوحنیفہ کے خلاف خطیب کی روایات کو اپنے مقام واقعی نہیں دیکھیں

ائمہ علم میں خطیب صاحب کا مقام

خطیب صاحب کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی ہے خطیب پہلے حنبلی مذہب رکھتے تھے پھر شافعی ہوگئے تھے لیکن خطیب صاحب اپنے مسلک کے علاوہ دوسرے ائمہ علم کے تراجم میں سخت متعصب ہیں اور دوسرے مسالک کے اہل علم کے مثالب کو دل کھول کر ظاہر کرتے ہیں خطیب صاحب نے مثالب کے ذکر کرتے ہیں کسی کو بھی معاف نہیں کیا ہے خطیب صاحب خود بھی جانتے ہوں گے کہ اس طرح کے اہل علم وتقویٰ کے دینی رہنماؤں کے مثالب کی روایات میں قسم قسم کے علل اور خلل موجود ہیں مگر خطیب صاحب کو اختلاف مسلک کے تعصب نے ناقابل ذکر روایات کی نقل کرنے میں نقد وتحقیق کی ذمہ داریوں سے بے نیاز کردیا ہے اور ان روایات کی ناقابل فروگذاشت خرابیوں پر بھی خطیب صاحب خاموش رہتے ہیں اور اور خطیب صاحب کی اس کمزوری کو اہل علم جانتے ہیں اور صرف خطیب کی نقل کرنے کی وجہ سے ان روایات کی صحت کا اہل علم یقین نہیں رکھتے ہیں

چنانچہ حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں رکہ ابی نعیم خطیب ابن ناصر ابن عساکر ابن الجوزی وغیرہ حضرات اگر منکر روایات کو روایت کرتے ہیں اور ان پر خاموش رہتے ہیں تو اہل حدیث کو اتفاق ہے کہ ان روایات پر ان کا خاموش ہونا ان روایات کی صحت کی دلیل نہیں ہے، تلخیص کتاب الاستغاثہ ص۱۲۱ خطیب صاحب کو معروف اور مشہور کاذب راوی کی روایت کے نقل کرنے میں بھی تامل نہیں ہوتا ہے چنانچہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں ۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت انسؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ سامنے سے آرہے تھے تو حضور نے ارشاد فرمایا میں اور یہ اپنی امت پر قیامت کے دن معترب ہیں ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے بنائی گئی ہے اور اختراع کرنے والا مسطر بن میمون ہے ۔ ابوحاتم فرماتے ہیں مطر بن میمون موضوعات کو روایت کرتے ہیں اس کی روایت کو نقل کرنا حلال نہیں ہے ابن حبان فرماتے ہیں مطر موضوعات کو روایت کرتے ہیں اس کی روایت کو نقل کرنا حلال نہیں ہے منہاج السنۃ ص۹۶ ج۴

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں لیکن جو لوگ منقولات کو جمع کرتے ہیں ان میں ایسے حضرات ہیں کہ وہ غالب حالات میں صحیح اور ضعیف میں تمیز کرسکتے ہیں ۔ جیسے دارقطنی ابن نعیم خطیب بیہقی وغیرہ حضرات لیکن پھر بھی اپنی کتابوں میں غرائب منکرات اور احادیث موضوعہ کو روایت کرتے ہیں ابونعیم حلیہ میں اور زہد میں صحابہ کے فضائل میں احادیث غرائب کو روایت کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ موضوعات ہیں اور اسی طرح خطیب اور ابن الجوزی ابن عساکر وغیرہ حضرات اپنی تاریخوں میں منکرات اور موضوعات کو جانتے ہوئے بھی روایت کرتے ہیں ۔ کتاب الاستغاثہ المعروف بالرد علی البکری ص۹ غرض یہ کہ خطیب صاحب احادیث اور روایات کی نقل کرتے ہیں متساہل ہیں اور ان میں تمیز کرسکنے کے باوجود بھی اغماض کرتے ہیں ۔ اور منکرات غرائب اور موضوعات کو جان بوجھ کر روایت کرنا اور ان پر تنبیہ نہ کرنا خطیب کی مشہور عادت ہے اہل علم اس کو جانتے ہیں جب احادیث کی روایات اور روایات کی نقل میں خطیب صاحب کی عادۃ اور طبیعت ایسی ہے تو اگر امام ابوحنیفہ کے مثالب میں خطیب صاحب سقیم اور موضوعات کو تاریخ میں ذکر کرتے ہیں تو اس پر تعجب اور یہ باور بھی نہیں کرنا چاہئے کہ وہ باتیں صحیح نہیں اور خطیب صاحب کی روایات غل وغش سے پاک ہیں مثال کے طور پر خطیب کی ذیل کی روایت پڑھ کر سوچئے کہ خطیب صاحب کی اس روایت میں کہاں تک سچائی ہے اور کس خیال میں خطیب اس کو روایت کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی انسان ہی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے ہی اس کو باور کرے خطیب ص۳۲۴ ج۱۳ میں کہتے ہیں امام ابوحنیفہ کی ولادت کے وقت آپ کے والد نصرانی تھے ۔ یہ روایت صریح جھوٹ ہے اور ذیل کی وجوہات سے اس کا جھوٹ ہونا ثابت ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ خطیب اسی تاریخ میں کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے والد حضرت ثابت کی ولادۃ اسلام میں ہوئی ہے اور اس کی سند اس سند سے بدرجہا اچھی ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے دادا کے ہاتھ میں نہرواں کے دن حضرت علی رضؓ کا جھنڈا تھا اور حضرت ثابت کے لئے آپ کے والد کے عہد میں حضرت علیؓ نے دعا فرمائی ہے جیسا کہ ابوالقاسم علی بن محمد سمنانی نے اپنی کتاب روضۃ القضاۃ میں ذکر کیا ہے اس کے معنی یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے دادا کو بھی اسلام کا شرف حاصل تھا اور حضرت ثابت کی ولادت اسلام میں ہوئی ہے ۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فارسی النسل ہیں آپ کے اجداد میں بھی کوئی نصرانی نہیں ہے چہ جائیکہ ابوحنیفہؒ کے والد نصرانی ہوں۔

چوتھی یہ کہ اس سند کے تمام رواۃ مجروح ہیں ایک راوی خطیب کے استاد محمد بن احمد بن زراق کے پاس خطیب صاحب اس وقت گئے ہیں جب کہ آپ نابینا اور بوڑھے بیکار ہوگئے تھے اپنے حواس بدن میں نہیں تھے اور عثمان ابن سعید اس سفر میں تجسم کے قائل ہیں اور ائمہ تنزیہ کے شدید مخالف اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جاہل ہے۔ (باقی)

آئینِ فطرت

مظہر گیلانی .... بی، اے

زمیں جب دھوپ کی شدت سے بن جاتی ہے انگارا
وبالِ دید ہو جاتا ہے جب کھیتوں کا نظارا

تمازت پتی پتی سے نمی جب چوس لیتی ہے
تپش جب شاخساروں کی لطافت پھونک دیتی ہے

فضاؤں کی رگیں جب تشنگی سے ٹوٹ جاتی ہیں
لپکتی لو سے جب پیڑوں کی نبضیں چھوٹ جاتی ہیں

چمن زاروں کی خنکی جب سمٹ جاتی ہے غاروں میں
دبک جاتی ہیں جب دریاؤں کی موجیں کناروں میں

دھواں جب خاک سے اٹھتا ہوا معلوم ہوتا ہے
جب امن و عافیت سے سایہ بھی محروم ہوتا ہے

معاً فطرت بہم سامان کر دیتی ہے جنت کے
ہوائیں دوش پر بادل اٹھا لاتی ہیں رحمت کے

برس پڑتی ہے موتی بن کے شادابی و زیبائی
عروسِ ارض کے چہرے پر آجاتی ہے رعنائی

نباتاتِ کہن پھر جگمگا اٹھتی ہے ضو پاکر
نکھر جاتا ہے ہر نقشِ فسردہ رنگِ نو پا کر

حقائق کی طرف لاتی ہیں محسوسات کی راہیں
فقط تفہیم کی خاطر ہیں تشبیہات کی راہیں

یونہی جب دورِ بربادی کا آجاتا ہے انساں پر
ابھر آتے ہیں فتنے جب بساطِ بزمِ امکاں پر

مفاسد جب زمیں کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں
جب انسانوں سے خود انساں نگاہیں پھیر لیتے ہیں

عناد و بغض سے لبریز ہو جاتے ہیں جب سینے
غبار آلود ہو جاتے ہیں جب ذہنوں کے آئینے

عمل کی روح جب خوابوں سے ہو جاتی ہے وابستہ
ہوس کے غول جب مخدوش کر دیتے ہیں ہر رستہ

افق تاریک ہو جاتا ہے جب تہذیبِ عرفاں کا
دلوں پر مطلقاً رہتا نہیں جب خوفِ یزداں کا

غرض کے راگ جب سازِ انا پر گائے جاتے ہیں
جب آثارِ خلل حدِ نظر تک پائے جاتے ہیں

ابھرتا ہے کوئی خورشید ظلمت زارِ ہستی سے
حقیقت رونما ہوتی ہے عبرت زارِ ہستی سے

تمدن کا ہیولیٰ اک نیا تعمیر ہوتا ہے
وہی ماحول پھر شائستۂ تنویر ہوتا ہے

اگر فطرت کے ہاتھوں میں نہ آئینِ جہاں ہوتا!
خدا معلوم انجامِ جہاں کتنا گراں ہوتا!

دعوتِ تبلیغ

تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی نے ۲۹ر مارچ ۱۹۶۳ء نماز جمعہ سے قبل تقریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی تھی جس کی قسط اول شمارہ ۵ اپریل میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کا آخری حصہ ہدیہ ناظرین ہے۔
(طالب حنفی)

جس طرح رات دن کا فرق ہے اسی طرح نور و ظلمت کا فرق ہے ــــ نور حقیقی کے ظاہر ہو جانے کے بعد (یعنی اپنے اعمال نظر آ جانے کے بعد) رات اور دن کے فرق کی طرح دین اور دنیا کا فرق معلوم ہوگا ــــ دل کی روشنی اعمال میں کامیابی دکھاتی ہے اور دنیا کی چیزوں سے متنفر اور صراطِ مستقیم کا راستہ دکھاتی ہے ــــ سورج کی روشنی بغیر محنت آ جائے گی۔ لیکن اعمال دکھانے والی روشنی محنت سے آتی گئی اور جب یہ روشنی نصیب ہو گئی تو پھر مطلب حاصل ہو گیا ــــ اس روشنی کے حصول کے بعد نہ سود کے نزدیک جائے گا۔ نہ کسی کو دھوکہ دینے کا سوال پیدا ہوگا۔ اور نہ رشوت یا دیگر منکرات کے قریب جائے گا۔ جو کام کرے گا مرضئ مولیٰ کی خاطر کرے گا۔ اگر کسی کو دوست بنائے گا تو بھی اسی کی مرضی مطلوب ہوگی اور اگر کسی کو دشمن سمجھے گا تو بھی اسی کی رضا کے تحت اس روشنی کے حصول کے بعد اپنی مرضی کو کوئی دخل نہ ہوگا ــــ نماز میں محنت کرنے والوں کو دنیا اور دین سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے ــــ لیکن محنت کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ جب نماز میں محنت کرنے سے نور ملے گا۔ اور اس نور سے دل روشن ہو جائے گا تو اسے دنیا کے مقابلہ میں اپنی کامیابی نظر آئے گی۔ اس کے بغیر کامیابی ممکن ہی نہیں ــــ

اس لئے

ضروری ہے کہ ہم دنیا کو یہ پیغام سنائیں کہ امن ایٹم بم سے قائم نہیں ہوگا۔ اللہ سے ہوگا۔ ہتھیاروں سے نہیں ہوگا اللہ سے ہوگا۔ فوجیں ملک کا دفاع نہیں کریں گی جب تک اللہ نہ کرے گا۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عملی طور پر مادیات کی تردید کریں کہ ان چیزوں سے کچھ نہ بنے گا ــــ سب کچھ قدرت سے ہوگا۔ ہمارے نقشوں سے خدا کی قدرت آزاد ہے ــــ قدرت جو کچھ کرے گی وہی ہوگا ــــ جاکر پارلیمنٹ میں آواز لگاؤ حکومت کے ایوانوں میں آواز لگاؤ اور ہر جگہ تک یہ آواز پہنچاؤ کہ جو کچھ بھی ہوگا قدرت سے ہوگا۔ آج ہر جگہ جاکر آواز لگانے کی ضرورت ہے تاکہ مادی چیزوں کی احسن طریق سے تردید ہو جائے

قرآن سے کیا ہوگا، نماز سے کیا ہوگا روزہ سے کیا ہوگا، زکوٰۃ سے کیا ہوگا اور اسلامی احکام کو اپنانے سے کیا ہوگا ان سب باتوں کا ذکر کریں اور بازاروالوں کی تردید کریں۔ اور ان کو اس کی ترغیب دلائیں اس وقت تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ جس طرح دنیاوی چیزوں کو توجہ اور دھیان کے ساتھ کرتے ہیں اس سے زیادہ دینی کاموں میں دھیان کی ضرورت ہے۔ وضو کریں تو دھیان وضو میں ہو، نماز پڑھیں تو دھیان نماز میں ہو، قرآن پڑھیں تو دھیان قرآن میں ہو۔ ہر وقت فرائض و واجبات سنن و مستحبات میں دھیان رہے اگر دینی کاموں کو دھیان سے کیا جائے گا تو وہ قبول ہوں گے اور ان کے مقبول ہونے سے دل میں نور پیدا ہوگا۔ اور اس نور سے ایسا سرور ہوگا کہ اسے اللہ کے کاموں کے سوا اور کوئی کام اچھا نہیں لگے گا۔ اس لئے دینی کاموں کو اس طرح دھیان سے کریں اور کوئی چیز خیال میں ہی نہ آئے اس کے بغیر دل میں نور پیدا نہیں ہوگا اور اگر دل میں نور پیدا نہیں ہوگا۔ تو دین و دنیا میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ دینی اور دنیوی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ مرضیات مولیٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر کام دھیان سے کریں۔

اللہ کے ہاں ہر چیز ملائی جائے گی اگر کسی نے کوئی دنیوی کام بھی رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا تو اس کا اجر ملے گا اور اگر دینی کام کسی دنیوی منفعت کے لئے کیا ہے تو وہ مقبول نہیں ہوگا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہر کام رضائے الٰہی کے لئے کریں اور کوئی وقت بھی مرضی مولیٰ کے خلاف ضائع نہ کریں۔

دنیا کے کاموں کا صلہ ایک دفعہ ملتا ہے۔ جیسا کہ کسان محنت کرتا رہتا ہے عرصہ کے بعد کہیں جاکر غلہ تیار ہوتا ہے اور کسان اسے کاٹ کر فروخت کر دیتا ہے اس کے بعد وہ اس کا حقدار نہیں رہتا لیکن نیک اعمال کا صلہ ملتا ہی رہے گا۔ اور کم نہیں ہوگا جس قدر کم ہوگا اس سے زیادہ اللہ تعالےٰ اور دے گا ــــ کسی کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ وہ منافع والا سودا نہ خریدے ــــ لیکن جب تک دل میں نور پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک اسے اپنے اعمال نظر نہیں آتے۔ اعمال نظر نہ آئیں تو ان کی قدر و قیمت کا پتہ نہیں چلتا اور ان کا پتہ نہ ہونے کی وجہ سے بندہ غفلت کرتا ہے۔ لیکن جب محنت سے دینی کام کئے جائیں تو پھر اعمال نظر آتے ہیں۔ اور اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ایک عمل زمین آسمان سے بھاری ہے۔

ہم نماز پر محنت نہیں کرتے اگر محنت کریں تو سب کچھ نظر آنے لگے اور سب کچھ نظر آنے لگے تو پھر آپ کی مسجد اور بیت اللہ کا رابطہ قائم ہو گیا۔ تو پھر براہ راست اللہ تعالےٰ سے تعلق جڑ گیا۔ جب براہ راست تعلق پیدا ہو گیا تو پھر جو مساجد پر مصائب آئیں گے اللہ تعالےٰ ان کو دور کر دے گا۔ اسی طرح دکان پر کوئی آفت آئے گی تو پھر مسجد کی طرف سے مدافعت بھی ہوگی۔ اور کسی کاروبار پر آفت آئے گی تو بھی مسجد کی طرف سے اس کی مدافعت ہوگی جب نیک اعمال میں اس قدر برکت ہے اور ہر آفت کا مقابلہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ تو پھر ہم کیوں غفلت کریں ــــ ہمیں تو چاہیئے کہ محنت سے نماز ادا کریں۔ جس سے دل میں نور پیدا ہو جائے اور ہماری حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہو جائے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ اور اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں اس کے دیئے ہوئے مال اُس کی رضا کی خاطر خرچ کریں ــــ اور جب ایسا ہی ہو گیا کہ ہم دین پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو گئے تو پھر امریکہ و روس تو کیا کوئی ملک بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو ٹکر لینے کی کوشش کرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا ــــ آج جو ہم اپنے کو دیگر ممالک کے مقابلہ میں کمزور تصور کرتے ہیں تو یہ صرف دین پر نہ چلنے کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم صحیح معنوں میں اسلام میں داخل ہو جائیں تو پھر کسی بھی بڑے سے بڑے ملک کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ ہمارے مقابل کھڑا ہو سکے ــــ ہمیں احکام اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں بنانی چاہئیں۔ اسلام ایک جامع دستور ہے۔ یہ دینی اور دنیوی فلاح و بہبود کے لئے کافی و وافی ہے۔ دنیا کا اور کوئی دستور دنیاوی لحاظ سے بھی اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو تم کسی پر زیادتی نہ کرو۔ حتیٰ کہ غیر مسلم پر بھی ظلم کرنے کی ممانعت ہے ــــ اسلام نے ہمیں بتایا کہ اپنے ظالم بھائی کی حمایت نہ کرو۔ بلکہ اُس کی مخالفت کرو اس کے مقابلہ میں مظلوم اگر غیر مسلم بھی ہو تو اس کی حمایت و اعانت کرو ــــ

باقی صفحہ

درس از خواجہ عبدالحی فاروقی

سورۂ کوثر

مرتبہ :- افتخار الدین منصور - بی - اے

مجلس تہذیب اسلامی لاہور، ہر اتوار بعد از نماز عصر باغ بیرون کشمیری دروازہ میں درس قرآن کا اہتمام کرتی ہے - ۲۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو خواجہ عبدالحی فاروقی صدر شعبۂ اسلامیات و عربی اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ) لاہور نے درس دیا۔

اعلان نبوت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام ربانی کو لوگوں تک پہنچانے کا کام پوری تندہی سے شروع کر دیا تھا - عوام الناس کے لئے یہ باتیں بالکل نئی تھیں - ہر طرف سے اس کی شدید مخالفت ہوئی - مکہ میں کام کی رفتار کو تسلی بخش نہ پا کر آپ طائف گئے لیکن وہاں بھی حالات اتنے ہی مخدوش تھے، اس لئے واپس آنا پڑا - مکہ والوں نے ہر ممکن طریقہ سے آپؐ کو اس دعوت سے روکنے کی کوشش کی، طمع اور دھمکی کے ہر ہتھیار کو آزمایا، نرمی اور صلح جوئی سے بھی منانے کی کوشش کی، لیکن آپ کے عزم ارادہ کی فلک بوس بلندیاں ان کی زد میں کہاں آتی تھیں آپؐ بظاہر مایوس کن حالات کے باوجود مسلسل اپنی بات کہے جا رہے تھے - لیکن اتنی عزیمت کے ہوتے ہوئے بھی صورت حال یہ تھی کہ کوئی شخص سنجیدگی سے آپؐ کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا - تحریک دعوت اسلامی کا یہ ایک پہلو ایسا تھا جو کفار کی خاطر جمعی کا باعث بن سکتا تھا - وہ بے اعتنائی برتنے لگے کہ یہ شخص خود ہی تھک ہار کر بیٹھ رہے گا اور دوسرے ان کے ہاں اولاد نرینہ تو ہے نہیں جو ان کے کام کو آگے چلا سکے - کفار آپ کے لئے ابتر کا لفظ استعمال کرتے تھے - ابتر کے معنی ایسے پرندے کے ہیں جس کی دم کٹی ہوئی ہو - اس سے وہ شخص بھی مراد لیا جاتا ہے جس کی نرینہ اولاد نہ ہو - ایک طرف دعوتِ حق کی راہ میں مشکلات کے وہ طوفان اور دوسری خود ان کی ذات کے متعلق اس قسم کی چہ میگوئیاں، رسول کریمؐ ان سے رنجیدہ خاطر رہتے ان حالات میں یہ سورت نازل ہوئی اور ارشاد ہوا :-

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

بے شک تیرا دشمن ہی ابتر ہے -

یہ گویا پیشین گوئی کے طور پر رسول کریم کو بتا دیا گیا تھا - ورنہ مکہ میں تو مخالفت کے بادل چھٹ جانے کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی - دشمن ہر طرح سے قوی تھا، تعداد کے لحاظ سے بھی، امارت و ذرائع کے لحاظ سے بھی! لیکن آپؐ کو بشارت یہ دی جا رہی ہے کہ بالآخر کامیاب آپ ہونگے، آپ کو ابتر کہنے والے یہ اعداء ایسے ناکام و نامراد ہونگے کہ ان کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔

آج زندگی میں بڑے بڑے دشمنوں میں سے ایک آپؐ کا چچا ابولہب تھا - اس شخص نے اپنی بیوی کی مدد سے آپ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - شدت مخالفت کا یہ عالم تھا کہ قرآن نے اس کی بدکرداری و بدانجامی کا ذکر کیا - لیکن جتنی محنت اس نے آپ کی مخالفت میں صرف کی ساری اکارت گئی اور آج عزت تو کیا، کوئی شخص اپنے آپ کو اس سے منسوب کرنا پسند نہیں کرتا۔

دوسرا بڑا دشمن ابوجہل تھا، یہ جنگ بدر میں تباہ ہوا اور بعد میں اس کی اولاد مسلمان ہو گئی - یعنی اپنے مشن اور اپنے کردار کے لحاظ سے اس کا انجام بدر روز روشن کی طرح عیاں ہے - اس کی اولاد اسی کا نام لے کر جیتی ہے - جس کی مخالفت میں اس شخص نے اپنی حیات دنیاوی کو صفحہ گیتی پر دھبہ بنا لیا، اور آخرت کی رسوائی بھی مول لی دوسری طرف رسول کریمؐ کا نام نامی ہے دنیا کا کونسا بڑے سے بڑا جرنیل ہے، کون وہ بادشاہ، فرمانروا یا مصلح دین و دنیا ہے جس کا نام رسول کریمؐ کے نام سے پہلے لیا جا سکے، پھر ہر شخص اگر بڑا ہے تو اپنے ماحول اور دائرہ اثر میں بڑا ہے اور اس کی بڑائی نہ صرف مکان بلکہ زمان کی حدود میں بھی محدود ہے - لیکن رسول کریمؐ کو عظمت و جبروت کا مقام حاصل ہوا - اس کی توصیف و تعریف دنیا کی ہر زبان اور ہر قوم میں ہوئی - عالم اسلام کو تو چھوڑیئے، یہاں تو کوئی مسلمان آپ کے نام کی عظمت بیان کئے بغیر مسلمان ہی نہیں ہو سکتا، اور عالم اسلام کے طول و عرض میں دن میں پانچ بار آپ کی رسالت کا ڈنکا بجایا جاتا ہے، یہودیوں اور نصرانیوں نے، جو آپ کے بدترین دشمن تھے، آپ کی عظمت کے سامنے کئی طرح سے جبہ سائی کی! تھامس کارلائل نے اپنی کتاب HEROES & HERO WORSHIP میں دنیا کے بڑے بڑے مشاہیر کی مختلف حیثیتوں سے بڑائی بیان کی ہے لیکن جب وہ HERO AS A PROPHET پر پہنچا، تو باوجود نصرانی ہونے کے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر کی حیثیت سے دنیا کا سب سے بڑا انسان پایا - مراد یہ کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود رسول کریمؐ کا چرچا ہر سو پھیلا ہوا ہے اور ان کے دشمنوں کی یہ حالت ہے کہ کوئی شخص ان کا نام تک لینا پسند نہیں کرتا۔

اس سورت کا موضوع بھی یہی ہے - اس میں نہ صرف یہ پیشین گوئی کی گئی کہ بالآخر آپ کے دشمن تباہ ہو کر رہیں گے بلکہ وہ طریقہ بھی بتایا جس پر عمل کرنے سے ہر شخص کامیابی کو اپنا مقدر بنا لیتا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ہے -

کوثر کے لفظی معنی ہیں ہر وہ امر یا شے جس میں بہت زیادہ خیر و برکت ہو - لیکن اس کے اصطلاحی معنی مختلف مفسروں نے مختلف لئے ہیں :-

(۱) کچھ حضرات نے اس سے مراد حوض کوثر لیا ہے، جس میں دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں پانی ہوگا اور قیامت کے روز رسول کریمؐ بنفس نفیس وہاں موجود ہونگے اور مومنوں کو دستِ مبارک سے پلائیں گے۔

(۲) اس سے اسلام بھی مراد لیا گیا ہے جو خود خیر کثیر ہے یعنی ہم نے تمہیں اسلام کی دولت عطا کی، جو خیر و برکت کا سرچشمہ ہے اور کامیابیوں کی کلید!

(۳) ایک اور گروہ کوثر سے امت مسلمہ مراد لیتا ہے رسول کریمؐ کے اقوال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام انبیاء جب حضور حق میں حاضری دیں گے تو چھوٹے بڑے گروہوں میں پیروکاران کے ساتھ ہوں گے، لیکن میری جمعیت تمام جمعیتوں کے مجموعہ سے بھی زیادہ ہوگی - ان کا کہنا یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو کثیر امت کی صورت میں سعادت وافر عنایت فرمائی۔

(۴) کوثر سے رسول کریمؐ کے دوام شہرت کو بھی مراد لیا گیا ہے، آپ کو اعلیٰ ترین دین کا حامل بنایا گیا، یوں انہیں گویا کوثر عطا ہوا تھا۔

(۵) چند مفسرین نے قرآن کریم بھی اس سے مراد لیا ہے - قرآن ہر لحاظ سے چشمہ خیر و برکت ہے - ایک ان پڑھ شخص جو عربی نہ بھی سمجھتا ہو - اس کے ترنم اور اس کے صوتی اثرات سے لطف اندوز ہوتا ہے اور ایک عالم اس کی معنوی گہرائیوں میں اپنے آپ کو گم کر لیتا ہے - دونوں کے احساسات گو مختلف ہیں، افادیت دونوں کے لئے مسلم یہ تو ایک شفاف جوئے رواں ہے شناور کی خاطر جمعی کے لئے اس کی تہوں میں حقائق کے موتی جمع ہیں اور جو اس فن کے نہیں ان کے ذوقِ جمال کی تسکین کے لئے اس کا ظاہری حسن کافی ہے -

اس عالم محسوسات کے علاوہ کائنات کے اور بہت سے شعبے ہیں - جہاں تک رسائی کے لئے بڑی بصیرت کی ضرورت ہے - ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریمؐ سے اپنا خواب بیان کیا کہ وہ اتنا لمبا کرتہ پہنے ہوئے تھے جو سارا جسم ڈھانپ کر زمین تک لٹک رہا تھا - آپ نے فرمایا : خدا

تمہیں تقویٰ عطا کرے جسطرح ہمیں لباس سردی وگرمی سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح کچھ محاسن ایسے ہیں جو ہمیں گناہ وطغیان سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ محاسن بھی ہمارا لباس ہیں۔ شیطانی ترغیبات سے بچنے کے لئے جس لباس کی ضرورت ہے۔ وہ تقویٰ ہے عالم مادی میں لباس ایک محسوس شے کا نام ہے اور تقویٰ عالم روحانی کا لباس ہے جسے دیکھنے کے لئے دل کی آنکھ کھلی ہونی چاہئیے۔ قرآن، جو یہاں محض ایک کتاب کی صورت میں ہے اس عالم میں اس کی صورت حوضِ کوثر کی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؕ

پس نماز پڑھو اپنے رب کے لئے اور قربانی دو۔

یہ اس سورت کا مرکزی نقطہ ہے یعنی "ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کی ہے۔ اب تم نماز پڑھو اور قربانی دیا کرو۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) تمہارے دشمن تباہ ہو کر رہیں گے۔"

دو چیزوں کو فلاح وبہبود کی بنیاد ٹھہرا دیا گیا، نماز اور قربانی!

دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں کسی نہ کسی صورت میں عبادت کا تصور موجود نہ ہو۔ عبادت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی اعلیٰ وبرتر ہستی کے سامنے جھک جائیں اور اسی کو افعال کا سرچشمۂ حقیقی تسلیم کریں! پہلی وحی کے ساتھ ہی رسول کریمؐ پر دو رکعت نماز فرض ہو گئی تھی پنج وقتہ نماز کی فرضیت، معراج کے بعد ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفر واسلام میں فرق کرنے کا بڑا ذریعہ نماز ہی تھی۔ کسی شخص کا اسلام قبول نہ ہوتا تھا جب تک وہ نماز باقاعدگی سے ادا نہ کرے۔ ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ اصحابِ رسولؐ نے کبھی بغیر کسی معقول عذر کے ادائیگی، نماز میں کوتاہی کی ہو۔

قربانی کی موجودہ صورت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ آپ نے اذنِ خداوندی پر اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا شیطان نے کئی بار ورغلایا کہ "محض خواب کو اذنِ خداوندی سمجھ کر اپنے بڑے بیٹے کو کیوں ضائع کرتے ہو" لیکن آپ اپنے ارادہ میں پختہ رہے۔ اصل چیز تو تعلقات، خواہشات اور ترغیبات کو خدا کی راہ میں بے دریغ قربان کردینا، ہر حال میں ایمان ویقین کو پختہ رکھنا۔ اور رضائے ربانی کے حصول کے لئے نرمی وسختی کو دل پر ذرا بھی میل لائے بغیر برداشت کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اس امتحان میں پورے اترے۔ اور قربانی کی اس رسم کو ہمیشہ کے لئے شریعت اسلامیہ کا ایک جزو بنا دیا گیا۔

جس طرح جسم بغیر روح کے بیکار ہے۔ اسی طرح ظاہر اپنی اصل باطنی روح کے بغیر نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ عبادات کی ظاہری رسوم ان اقدار کو سینے میں بیدار رکھنے کے لئے ہیں جن کے احیاء کے بغیر انسانیت ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اگر نماز اور قربانی اپنی پوری گ

بقیہ دعوتِ تبلیغ سے آگے

ظلم وزیادتی جس کی طرف سے کی جا رہی ہو اس کی مذمت کرو اور اس کا ہرگز ہرگز ساتھ نہ دو، بیٹا ظالم ہو تو بیٹے کی مخالفت کرو، بھائی ظالم ہو تو بھائی کی مذمت کرو۔ اور اگر باپ ظالم ہے تو اس کی تائید نہ کرو بلکہ مظلوم کی حمایت کرو۔ یہ ضروری نہیں کہ مسلمان مظلوم ہو تو اس کی تو حمایت کریں لیکن اگر کوئی غیر مسلم مظلوم ہو تو اس کی حمایت سے ہم ہاتھ کھینچ لیں ——— اسلام نے تو ہر مظلوم کی امداد کا حکم فرمایا ہے ——— اسلام کے احکام پر عمل کرتے وقت یا اس کی تبلیغ کے وقت لوگ نفرت کریں، خواہ بیزاری کا اظہار کریں خواہ قدامت پسند کہیں مسلمان کا کام ہے کہ احکام اسلام کے مطابق عمل کرتا رہے اور ان کو دوسروں تک پہنچانے کی ہر وقت فکر میں ہو ——— مسجدیں اس لئے ہیں کہ ان کے ذریعہ اللہ کو پہچانیں۔ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے مطابق اپنے شب وروز گزاریں۔ اس طرح دل منور ہو جائے گا۔ اگر دل منور ہو گیا تو عمل کام آیا اور اگر دل میں نور نہ آیا تو پھر عمل ہی بیکار ہے اللہ تبارک وتعالےٰ سب محنت کرنے والوں کو نور دے گا ——— جب ہم محنت کریں اور اللہ کا نور مانتے ہوئے اس کا پیغام سناتے پھریں تو پھر فسق وفجور کرنے والوں کے دلوں میں بھی نور آئے گا۔ اور اس نور کے ذریعہ وہ اسلام قبول کر لیں گے ——— اس لئے سب کو چاہئیے کہ کچھ وقت بچائیں اور اس وقت میں تبلیغ دین کا کام کریں۔ نماز اور کلمہ کی مشق کریں اور دوسروں کو کرائیں تو پھر سب ٹھیک ہو سکتا ہے ———

اگر دنیا کے فوجی افسروں اور وزیروں وغیرہ کو اکٹھا کیا جائے تو ایک ملک بن سکتا ہے لیکن ہم ہیں کہ خواہ مخواہ ان کا ذکر کر کے وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ جس وقت ان کا تذکرہ کرتے ہیں اس وقت اگر ہم اللہ کو یاد کریں تو اس سے ہمیں دین اور دنیا میں نفع ملے گا ——— ان حالات میں ہمیں چاہئیے کہ کوئی لمحہ بھی ضائع نہ کریں ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہیں اور اس کی دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے رہیں تو پھر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

ہم حکمت کے ساتھ ہمارے ذہنوں وجسموں پر نافذ ہو جائیں۔ تو آج بھی ہمارے دشمن "ابتر" ہو سکتے ہیں

حکومت سے پُر زور مطالبہ

آج مورخہ ۶ر اپریل بوقت ۵ بجے شام ——— جمعیۃ الطلباء جامعہ مدنیہ نیلا گنبد لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت صدر جمعیت حافظ نذیر احمد صاحب کیا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی۔ اوکاڑہ کی ایک مسجد میں حال ہی میں جو خونیں ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ یہ اجلاس اس پر گہری تشویش اظہار کرتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ یہ فرقہ وارانہ فسادات اور آئے دن کی سر پھٹول امت کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ یہ اجلاس حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کرائی جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے اگر حکومت نے اس طرف پوری توجہ نہ دی تو بہت ممکن ہے۔ کہ یہ چنگاریاں شعلوں کی صورت اختیار کر جائیں اور مسائل کے بوجھ تلے دبی ہوئی حکومت کے لئے ایک اور عظیم مسئلہ پیدا ہو جائے جس کے نتائج اسلام عوام، اور ملک وحکومت سب کے لئے یقیناً خطرناک ہوں گے۔ ——— مظفر طارق سیکرٹری جمعیۃ الطلباء جامعہ مدنیہ لاہور ۶ اپریل ۶۳ء

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ ملتان

حضرات! مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان شہر۔ جس کا واحد مقصد قرآن کریم کی خدمت بسلسلہ حفظ، ناظرہ، تجوید، قرأت ہے عرصہ نو سال سے زیر اہتمام مولانا غلام قادر صاحب خلیفہ مجاز شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مصروف عمل ہے اب دو مخیر زمینداروں نے عقب کچہری ملتان اڑھائی کنال زمین (پندرہ سو گز) مدرسہ ہذا کے نام وقف کر دی ہے اور رجسٹری کا خرچ بھی خود برداشت فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء جس میں مسجد شریف، درسگاہیں۔ دار الاقامہ برائے مسافر طلباء کرام وغیرہ تعمیر کی جائیں گی۔ حسب استطاعت حصہ ملا کر اشاعت قرآن کریم میں حصہ دار ہوں

(نوٹ) مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ کا حساب حبیب بنک لمیٹڈ ملتان میں کھول دیا گیا ہے

ترسیل زر کا پتہ! محمد عبد الرؤف ناظم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان شہر

نوٹ

جواب طلب امور کے لئے جوابی لفافہ یا خط آنا ضروری ہے ——— نیز خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جملہ شکایات بنام مینجر ہفت روزہ خدام الدین آنی چاہئیں ———

ماں کی دُعا

(واصف خلیل)

رات کا پچھلا پہر تھا، دنیا کی ہر چیز پرسکون تھی، کبھی چوکیدار کی آواز کانوں سے ٹکراتی ہوئی نکل جاتی تھی۔ قریب ایک سمت سے ایک درد بھری نسوانی آواز آرہی تھی۔ جس میں بلا کا درد و اثر تھا۔ ایک عورت بڑے کرب اور بے چینی کے ساتھ اپنے مالک کے آگے ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہی تھی۔

اے میرے مالک! جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بادشاہت کا تاج پہنا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے در در کی ٹھوکریں نصیب کرتا ہے۔ اے وہ مالک جس کے ہاتھ ہدایت و ضلالت دونوں ہیں، چاہے تو ہدایت دے اور چاہے تو گمراہ کردے۔ میں تیری ایک ناچیز اور گنہگار بندی ہوں، تو نے مجھ پر بے انتہا احسانات کئے، کسی ایک احسان کا بھی بدلہ دینا چاہوں تو نہیں دے سکتی، تیری نعمتوں کو گننا چاہوں تو گن نہیں سکتی۔ اے پاک مولیٰ میری زندگی ٹھیک نہیں تو جب چاہے بُلالے میں تیار ہوں۔ مگر بیکسوں اور بے لسوں کے سہارا رحمت و مغفرت کی بارش کرنے والے، ماں باپ سے زیادہ شفیق، میری ایک التجا ہے سن لے۔ اے اللہ مجھ کو ایمان کی دولت عطا فرما، میں فقیر و بے نوا ہوں، تیرے سوا کوئی میرا نہیں، دنیا میں سب ہیں، بھائی ہیں۔ شوہر ہے اولاد ہے مگر یہ صرف دنیا میں کام آنے والے ہیں۔ قیامت میں کوئی کام نہ آئے گا۔ میری یہ سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو ایمان کی حالت میں ــــ

اے اللہ! تو ہی رحمت کے پردے میں میرے گناہوں کو چھپالے ان کو زائل کردے، دوزخ کی آگ سے مجھ کو بچا، اے اللہ میری بے قراری و آہ و زاری کی لاج رکھ لے۔ تو نے اگر نہ بخشا تو میرا کہیں ٹھکانا نہیں اے رؤف و رحیم! میرے ان آنسوؤں پر جو صرف تیرے خوف سے بہہ رہے ہیں رحم فرما۔ اے میرے مالک مجھ کو نہ دولت کی ضرورت ہے نہ عزت و جاہ کی حاجت نہ کسی کی خدمت مطلوب ہے۔ صرف رضا اور تیری رضا چاہتی ہوں۔

اے دونوں جہاں کے مالک، میری اولاد ہے۔ ہر ماں اپنی اولاد کو دل و جان سے چاہتی ہے اور میں نے بھی خونِ جگر سے ان کو پروان چڑھایا ہے، ان کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتی ہوں۔ لیکن میں ان کو دنیا میں امیر ترین نہیں دیکھنا چاہتی میں صرف یہ نہیں دیکھنا چاہتی کہ یہ دنیا کی عزت و جاہ کے اعتبار سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوں۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ تو ان کو نیک اطوار بنا، ان کو ایمان کی دولت سے نواز دے یہ زندہ رہیں۔ پھولیں پھلیں مگر تیرے بن کر، اور تیرے دین کے پرستار ہوکر

بار الٰہا! میں جب ان کی ایک انگلی جلتی ہوئی دیکھ نہیں سکتی تو کیسے میری ممتا یہ برداشت کرسکتی ہے کہ یہ دوزخ کی ہولناک آگ میں جلیں جب میں ان کے کپڑوں اور چہرے کو غبار آلود دیکھنا گوارا نہیں کرسکتی تو کیسے قیامت میں ان کو مغموم اور متفکر دیکھ سکتی ہوں۔

اے میرے رحیم و کریم مولیٰ! ہمارے ان معصوم بچوں پر رحم فرما، ان کو اپنے نیک بندوں میں کر، ان کو دنیا کی ذلتوں سے بھی بچا، اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رکھ۔

اے اللہ! میں دنیا کے سارے فتنوں، آزمائشوں اور تکلیفوں سے حفاظت مانگتی ہوں ان بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھ، ان کا علم و دین کی دولت سے نواز، یہ تیرے بندے ہیں اور تو ان پر ان کے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے۔ میں تیری

حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(محمد رابع ندوی)

حجرۂ شریف جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دو معزز رفیق سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ آرام فرما ہیں۔ مسجد نبوی میں قبلہ جانب بائیں حصہ میں روضۂ جنت سے متصلاً بائیں جانب ہے، یہ زرد رنگ کا اور پیتل کا بنا ہوا ہے اور اس کے قبلہ رُخ اور بائیں جانب مسجد نبوی کے دالان ہیں، البتہ شمالی جانب ایک اور حجرہ ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ کہا جاتا ہے

حجرۂ نبویؐ شریف کی لمبائی ۵۳ ½ فٹ اور چوڑائی ۵۰ فٹ ہے اور اس کے اوپر چار گنبد ہیں۔ جن پر ایک سبز گنبد بنا ہوا ہے جو پوری مسجد نبوی کے اوپر سب سے ممتاز اور نمایاں گنبد معلوم ہوتا ہے۔ حجرہ شریف کی سب سے پہلی تعمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی، بعد میں بعض دشمنوں سے اُس کا خطرہ ہوا تھا کہ وہ سرنگ کرکے قبر مبارک تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا قبر شریف کے چاروں جانب گہرائی تک سیسے کی دیواریں گلا دی گئیں ہیں

حجرہ شریف کے چار دروازے ہیں، مغرب میں باب الوفود، جنوب میں باب التوبہ، یہ قبلہ رُخ ہے اور اس کے سامنے کھڑے ہوکر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ شمال میں باب التہجد اور مشرق میں باب فاطمہ ــ

یہ حجرہ شریف اصل میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا اور اسی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، اس حجرہ کو آپ کی آرامگاہ کے طور پر اس لئے اختیار کیا گیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ انبیاء جن جگہوں پر وفات پاتے ہیں وہیں ان کی تدفین عمل میں آتی ہے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل وصیت کی تھی کہ ان کو وفات کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں جگہ دی جائے، جگہ بھی ان کی صاحبزادی کی تھی لہٰذا ان کی آرام گاہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اسی حجرہ میں بنائی گئی، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے ذرا پہلے اپنے صاحبزادے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حجرے میں تدفین کی اجازت لینے کے لئے بھیجا اور کہا کہ اگر وہ اجازت دیں تو وہاں ورنہ عامۃ المسلمین کے قبرستان میں تدفین کرنا۔ حضرت عائشہؓ نے ان کے صاحبزادے سے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی۔ لیکن اب میں عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں لہٰذا اس جگہ جو اس کمرے میں آخری باقی بچی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین عمل میں آئی اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اپنی وفات کے بعد جنت البقیع میں امہات المومنین کے ساتھ جگہ پائی۔

حجرۂ مبارکہ کے قبلہ رخ کھڑے ہونے والے کے مواجہ میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے ذرا پیچھے پیتانے ہٹ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے اور ذرا پیتانے ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، لہٰذا سامنے سے گزرنے والے کو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مواجہ شریف، پھر حضرت ابوبکرؓ کا، پھر حضرت عمرؓ کا مواجہ ملتا ہے۔ ہر مواجہ کے سامنے کی جالی میں علامت کے طور پر ایک حلقہ بنا ہوا ہے سلام پڑھنے والا، ہر مواجے پر سلام پڑھتا ہوا۔ پیتانے کے دالان سے نکل جاتا ہے

بقیہ ماں کی دُعا

ص ۴

اسی شفقت کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں کہ میرے بعد یہ میری آرزوؤں اور تمناؤں کو رسوا کرنے والے نہ بنیں بلکہ میری روح کی تازگی کا باعث بنیں، میری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں اور دل ان کے نیک کاموں سے باغ باغ ہو۔ اے اللہ میں ان کو صرف تیری حفاظت میں کرتی ہوں تو ان کا نگہبان ہے اور پالن ہار ـــ اور پھر اس نیک اطوار ماں کی آواز رُندھ گئی، ادھر قریب محلہ کی مسجد سے خوش الحان مؤذن کی آواز سُنائی دی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اور میری زبان سے بے ساختہ نکلا ـــ

مؤذن مرحبا بروقت بولا ● تری آواز مکے اور مدینے

روحانی امراض کا ہسپتال

(قسط چہارم)

(از محمد عثمان غنی بی اے وال کینٹ)

کالج کے مذہبی مذاکرہ میں سب طلباء بیٹھے ہیں اور ایک طالب علم، سلیم، انکارِ حدیث کے موضوع پر تقریر کر کے حاضرین کو متاثر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دلائل دیتا ہے کہ قربانی کی ضرورت نہیں، یہ پیسہ سوسائٹی کے فلاحی پروگرام میں لگانا چاہئے اور نماز روزہ وغیرہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مگر حاضرین کی اکثریت صحیح راستہ پر ہے اور کوئی بھی اثر نہیں قبول کرتا۔ مقرر کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوتی ہے۔ مذاکرہ کے بعد صوفی بشیر اور سلیم کی گفتگو ہوتی ہے۔

صوفی بشیر: سلیم صاحب! آپ نے جس قسم کی تقریر آج کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ قرآن اور حدیث سے قطعاً نابلد ہیں نہ ہی علمائے حق اور اکابر امت کی مجالس میں MOVE کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ کوئی سطحی قسم کا لٹریچر پڑھتے ہیں۔ میں آپ کا دوست ہوتے ہوئے مشورہ دوں گا۔ کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو صحیح راستہ پر نہ ڈالا تو پھر خطرہ ہے کہ ایمان کی دولت بھی لٹ جائے اور عاقبت بھی خراب ہو۔

سلیم: یہ تو آپ کا ہی خیال ہے ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ حدیث ہی کی وجہ سے سارا انتشار ہے کوئی ایک حدیث پیش کرتا ہے تو ایک مسئلہ کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اور دوسرا بھی حدیث پیش کر کے اس کی نفی کر دیتا ہے۔ سارے جھگڑے کا حل یہ ہے کہ حدیثوں کا بستہ باندھ کر دریا میں پھینک دیا جائے اور قرآن پر اکتفا کر لیا جائے۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ زمانہ کافی آگے جا چکا ہے اور آپ لوگ اُسی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ یہ قربانی، زکوٰۃ، نماز وغیرہ جس طرح آپ لوگوں کو مولویوں نے بتا رکھا ہے سب فضول ہے۔ ہمارے پاس کتابیں ہیں وہ پڑھ کر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو کتابیں دوں؟

صوفی بشیر: سلیم صاحب! آپ کتابیں نہ دیں۔ آپ ہمارے بزرگوں کو بڑی حقارت سے یاد کر رہے ہیں۔ اگر ایک مرتبہ کچھ وقت نکال سکیں تو میں آپ کو اپنے ہمراہ ایک ہستی کے پاس لے چلوں گا۔ اگر دل گواہی دے تو بات مان لیجئے گا ورنہ آپ کو کوئی مجبور نہ کرے گا۔

سلیم: کیا فرمایا! ہم تو بھائی کافی حد تک ہر بات کو سمجھتے ہیں۔ آپ اب ہمیں کیا سمجھائیں گے؟

صوفی بشیر: سلیم صاحب! اللہ والوں کے پاس ایک لمحہ بھی گزارا جائے تو وہ کئی سالوں کی عبادت سے بدرجہا بہتر ہے۔ آپ اس کا اندازہ خود کر لیں گے اگر دل کا عالم نہ بدل گیا تو پھر کہنا!

سلیم: آپ تو بڑی اونچی اونچی قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اچھا بھائی تو ضرور چلیں گے تو پھر آج شام ہی کو چلیئے!

صوفی بشیر: بہت اچھی بات ہے آج شام ہی چلیں گے۔ آپ کو اگر زحمت نہ ہو تو شام کی نماز سے کچھ پہلے آپ اسی جگہ تشریف لے آیئے گا اور دونوں ساتھ ہی چلیں گے۔

شام کو صوفی بشیر اور سلیم دونوں مردِ کامل کی مجلس میں پہنچے ہیں۔ خطاب عام ہو رہا ہے اور سب ارادت مند ادب سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ جب یہ دونوں پہنچے ہیں تو مردِ کامل فتنۂ انکارِ حدیث پر ہی ارشاد فرما رہے تھے

مردِ کامل: جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں آجکل فتنوں کا دور ہے۔ اسلام پر ہر کسی کو اعتراض کرنے کا خبط سوار ہے۔ خدا تعالٰے ان لوگوں کو ہدایت دے مگر ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ ہر کوئی اسلام ہی کا نام لے کر عوام کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر لوگ الفاظ کے جالوں سے باہر نکل کر روحانی کسوٹی پر پرکھیں تو پھر ان کو کھرا اور کھوٹا صاف نظر آئے۔ جو لوگ حدیثِ پاک کے منکر ہیں وہ قرآنِ پاک کے بھی منکر ہیں اور جو قرآنِ پاک کے منکر ہیں۔ وہ ایمان کے جوہر سے خالی ہیں یاد رکھو! حدیث بھی وحی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے سکھاتے تھے وہی حضورؐ فرماتے تھے وہ تمام ریکارڈ صحابہ کرام کی محنتوں سے ہم تک پہنچا ہے ہم ان کا احسان قیامت تک نہیں اتار سکتے۔ اللہ تعالٰے حدیث کی حفاظت خود فرمائے گا الحمد للہ آج بھی حافظ الحدیث حضرت عبداللہ درخواستی پاکستان میں موجود ہیں جو ایسے لوگوں کے لئے حجت ہیں۔ کسی کے مٹانے سے حدیث مٹ نہ سکے گی۔ اس کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ اگر حاضرین میں سے کسی پر اس قسم کے لٹریچر کا اثر ہے تو وہ خدا کے سامنے گڑگڑائے اور توبہ کرے۔ ایسا لٹریچر مت پڑھا کرو یہ بھی گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈانٹ کر کہا تھا کہ انجیل کے اوراق کیوں پڑھ رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضورؐ ہم ان اوراق سے اثر نہیں لے سکتے ہمیں تو محمدیؐ اسلام جان و دل سے عزیز ہے۔ میں یوں ہی دیکھ رہا تھا اس پر حضورؐ نے خفگی کا اظہار فرمایا کہ قرآن جس سینے میں ہو وہاں اور کچھ نہ ہونا۔ عزیزو! اللہ کا آخری نبی ایک جلیل القدر صحابی اور خلفائے راشدین میں سے ایک کو یہ الفاظ فرمائیں اور تم سطحی قسم کے لٹریچر پڑھو؟ توبہ کرو اور سیدھی راہ پر آ جاؤ۔ کل کو خدا نے حساب لینا ہے۔

مردِ کامل کے دل سے نکلے ہوئے الفاظ سے سلیم پر اثر ہے کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں اور محشر کا نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ گڑگڑاتا ہے۔ اور صوفی بشیر کے ہمراہ مردِ کامل کے پاس آ کر اپنا حال بیان کرتا ہے۔ مردِ کامل شفقت سے اپنے پاس بٹھا لیتے ہیں اور مزید نصائح سے نوازتے ہیں

قسط اول

تکمیل انسانیت انبیائے کرام ع سے ہے

(از افادات حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رح)

ایم عبد الرحمٰن لدھیانوی ——— شیخوپورہ

دنیا کا یہ طلسمی کارخانہ رنگا رنگ عجائبات سے معمور ہے۔ قسم قسم کی مخلوقات ہیں، ہر مخلوق کی علیحدہ علیحدہ صفتیں اور خاصیتیں ہیں۔ جمادات سے لے کر انسان تک اگر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا، کہ بتدریج اور آہستہ آہستہ ان میں احساس، ادراک اور ارادہ کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جمادات کی ابتدائی قسم مثلاً ذرات ایٹمز، یا ابتھر ہر قسم کے احساس، ادراک اور ارادہ سے خالی ہے۔ جمادات کے اور اقسام میں ایک طرح کی زندگی کا ہلکا سا نشان ملتا ہے نباتات میں احساس کی ایک غیر ارادی کیفیت نشوونما کی صورت میں جلوہ گر معلوم ہوتی ہے۔ حیوانات میں احساس کے ساتھ ارادہ کی حرکت بھی ہے۔ انسان میں احساس، ادراک اور ارادہ پورے کمال کے ساتھ پایا ہے یہی احساس، ادراک اور ارادہ ہماری تمام ذمہ داریوں کا اصلی سبب ہے۔ مخلوق کی جس صنف میں جس حد تک یہ چیزیں کم ہیں اسی حد تک وہ ارادی فرائض کی ذمہ داریوں سے آزاد ہے۔ جمادات سرے سے ہر قسم کے فرائض سے محروم ہیں، نباتات میں زندگی اور موت کے کچھ فرائض پیدا ہوتے ہیں حیوانات میں کچھ اور فرائض بڑھ جاتے ہیں۔ انسانوں کو دیکھئے تو وہ فرائض کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں پھر انسان کے مختلف افراد پر نظر ڈالئے تو مجنون، پاگل، بے وقوف بچے ایک طرف اور عاقل، بالغ دانا، ہوشیار، عالم دوسری طرف اسی احساس، ادراک اور ارادہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے اپنے اپنے فرائض کچھ نہیں رکھتے یا کم رکھتے ہیں یا بہت زیادہ رکھتے ہیں

دوسری حیثیت سے دیکھئے کہ جس مخلوق میں احساس ادراک اور ارادہ کی یقینی کمی ہے اتنی ہی فطرت اور قدرت الٰہی اس کی پرورش اور نشوونما کے فرائض کا بار خود اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہے۔ اور جیسے جیسے مخلوقات آنکھیں کھولتی جاتی ہے۔ فطرت اس بار کو اس کے احساس و ادراک و ارادہ کے مطابق ہر صنف مخلوق پر ڈالتی جاتی ہے۔ پہاڑوں کے لعل و گوہر کی پرورش کون کرتا ہے؟ سمندر کی مچھلیوں کو کون پالتا ہے؟ جنگل کے جانوروں کی غور و پرداخت کا فرض کون انجام دیتا ہے؟ حیوانات کی بیماری اور گرمی سردی کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟ یہاں تک کہ سرد یا گرم مقامات کے رہنے والے حیوانوں اور پہاڑی جنگلی اور صحرائی جانوروں میں بھی باوجود ایک ہی قسم کی نوع حیوان ہونے کے آب و ہوا کی مختلف ضروریات کی بنا پر آپ ان کی ظاہری حالتوں میں صریح فرق پائیں گے۔ یورپ کے کتے اور افریقہ کے کتے کی ضرورتوں میں موسم اور آب و ہوا کے اختلاف کے سبب سے جو اختلاف ہے اس کا سامان بھی فطرت خود اپنی طرف سے کرتی ہے اور اسی لئے مختلف، آب و ہوا اور موسم کے ملکوں کے جانوروں میں پنجہ، بال، روئیں، کھال کے رنگ اور چیزوں میں سخت اختلافات پائے جاتے ہیں۔

یہ تو حصول منفعت کی صورتیں اور شکلیں تھیں جن سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ جہاں جس حد تک احساس، ادراک اور ارادہ کی کمی ہے فطرت اور قدرت خود اس کمی کی کفالت کر لیتی ہے اور جیسے جیسے مخلوقات الٰہی درجہ بدرجہ بلوغ کے مرتبہ کو پہنچتی جاتی ہے فطرت منافع کی صورتیں خود ان کے قویٰ کے سپرد کر کے علیحدہ ہوتی جاتی ہے۔ انسان کو اپنی روزی کا سامان خود کرنا پڑتا ہے۔ وہ کاشتکاری، درختوں کے لگانے اور میووں کے پیدا کرنے کی محنت اٹھاتا ہے۔ سردی گرمی سے بچنے کے لئے اس کو فطری کھال، روئیں اور اون نہیں دیئے گئے اس کا سامان مختلف لباسوں کی شکل میں اس کو خود کرنا ہوتا ہے بیماریوں اور زخموں کو دور کرنے کے لئے اس کو خود کوشش کرنی پڑتی ہے۔

دوسری طرف دیکھئے کہ جہاں جس حد تک احساس اور ارادہ کا ضعف ہے دشمنوں سے بچاؤ اور زندگی کی حفاظت کا سامان فطرت نے خود اپنے ذمہ لے لیا ہے مختلف جانوروں کو ان کی حفاظت کے لئے مختلف ذریعے دیئے گئے ہیں کسی کو تیز پنجے، کسی کو نکیلے دانت، کسی کو سینگ، کسی کو اڑنا، کسی کو تیرنا، کسی کو تیز دوڑنے کی قوت، کسی کو ڈنک، کسی کو دانتوں کا زہر، غرض مختلف آلات و اسلحہ سے خود فطرت نے ان کو مسلح کر دیا ہے۔ مگر غریب انسان کو دیکھو کہ اس کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے نہ ہاتھی کے بڑے بڑے دانت اور سونڈ ہیں نہ شیروں کے نکیلے دانت اور پنجے، نہ بیلوں کے سینگ، نہ کتوں اور سانپوں کا زہر، نہ بچھوؤں اور بھڑوں کے ڈنک غرض ظاہری حیثیت سے وہ ہر طرح نہتا اور غیر مسلح بنایا گیا ہے مگر ان سب کی جگہ اس کو احساس، ادراک، تعقل اور ارادہ کی زبردست قوتیں دی گئی ہیں اور یہی معنوی قوتیں اس کی ہر قسم کی ظاہری کمزوریوں کی تلافی کرتی ہیں وہ اپنی معنوی قوتوں سے بڑے بڑے دانتوں اور سونڈوں والے ہاتھیوں کو زیر کر لیتا ہے۔ تیز پنجے اور بڑے جبڑے والے شیروں کو چیر ڈالتا ہے خوفناک زہریلے سانپوں کو پکڑ لیتا ہے ہوا کے پرندوں کو گرفتار کر لیتا ہے پانی کے جانوروں کو پھنسا لیتا ہے اور اپنے بچاؤ کے لئے سینکڑوں قسم کے ہتھیار اسلحہ اور سامان پیدا کرتا رہتا ہے

دوستو! تم خواہ کسی مذہب اور کسی فلسفہ کے معتقد ہو تم کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تمہاری انسانی ذمہ داریوں کا اصلی سبب تمہارے احساس، ادراک تعقل اور ارادہ کی قوتیں ہیں۔ اسلام میں ان ذمہ داریوں کا شرعی نام تکلیف ہے خود تمہارے اندرونی اور بیرونی قویٰ کے مطابق تم پر عائد ہے اسلام کا خدا یہ اصول بتاتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ پ۳ع

ترجمہ! خدا کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا لیکن اس کی وسعت کے مطابق —

یہی تکلیف ذمہ داری اور فرض ہے جو دوسری جگہ امانت کے لفظ سے قرآن میں ادا ہوا ہے یہ امانت کا بار جمادات، نباتات، حیوانات بلکہ بلند پہاڑوں اور اونچے آسمانوں کے سامنے پیش کیا گیا لیکن ان میں سے کوئی اس کو اٹھا نہ سکا۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ ۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ۔ پ۲۲ ع ۶)

ترجمہ! ہم نے آسمانوں، زمین، اور پہاڑوں پر اس امانت کو پیش کیا تو انہوں نے (فطری عدم صلاحیت کی بناء پر زبان حال سے) اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈرے، پھر انسان نے اس کو اٹھا لیا بے شک وہ

(باقی بر صفحہ ۱۶)

تعلیم نسواں

اسلام کی نظر میں

(ذکیہ شعیب نگرامی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کے تحت مرد اور عورت کی تعلیم میں کوئی فرق نہیں رکھا۔

چنانچہ بہت سے اسلامی مؤرخین اپنی کتابوں میں ایسی متعدد خواتین کا ذکر کرتے ہیں۔ جو صدر اسلام میں پڑھنے میں مہارت رکھتی تھیں۔

ایک اسلامی مؤرخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المومنین حضرت حفصہؓ و عائشہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ اچھی طرح لکھنا اور پڑھنا جانتی تھیں۔ خصوصاً حضرت عائشہؓ تو قرآن کی کثرت سے تلاوت کیا کرتی تھیں۔ نیز آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی تعلیم حاصل کی آپ کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔

"اے لوگو! اپنا نصف دین حمیراؓ سے حاصل کرو۔"

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار حدیثیں روایت کیں۔

عروہ بن زبیرؓ نامی ایک صحابی کہتے ہیں "میں نے حضرت عائشہؓ کی طرح فقہ، طب اور شعر میں کسی کو ماہر نہیں پایا، اسی طرح حضرت خنساء بھی ایک مشہور اسلامی شاعرہ تھیں جن کا علم و ادب میں ایک خاص مقام تھا۔

اسلامی تاریخ کی کتابیں ایسی جلیل القدر خواتین کے اسماء گرامی سے بھری پڑی ہیں۔ جنھوں نے ہمارے پیارے دین کی دی ہوئی مرد و عورت کی تعلیمی مساوات سے فائدہ اٹھا کر تعلیم کو حاصل کیا اور اپنا تعلیمی دنیا میں ایک خاص مقام پیدا کیا۔

مذکورہ مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اسلام نے اور دینوں کے مقابلہ میں عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا اور اس پر اس کی ہمت افزائی کی۔

صرف یہی نہیں بلکہ عورت کو دنیا میں ایک انسان کی طرح اپنے اور اس کے تمام انسانی حقوق دیئے اور کہا کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (قرآن مجید)

اسلام نے عورت کی خرید و فروخت کی ہوئی چیزوں کو جائز قرار دیا، اسی طرح اسلام نے عورت کو تجارت میں حصہ لینے اور اس کے ذاتی مال میں پوری آزادی دی کہ وہ جس طرح چاہے اپنے مال کو خرچ کرے، ہر نوع اسلام نے عورت کو پوری تعلیمی آزادی دی۔

چنانچہ اسلامی حکومتوں میں عورتوں نے ادب، شعر و حکمت و دین سب ہی چیزوں میں ایک اہم مقام پیدا کیا۔ اور اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں مرد و عورت کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

اسی کے جھنڈے کے تحت مسلم خواتین اپنے وہ انسانی تعلیمی سماجی حقوق حاصل کر سکتی۔ جو کسی دوسرے دین کے ماننے والی خواتین کے لئے مشکل ہے۔

(عورتوں کا صفحہ)

سبق آموز واقعات

(عزیز النساء)

آگ کے کنگن :-

ایک صحابی بی بی اپنی ایک لڑکی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں، لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپؐ نے ان کنگنوں کو دیکھا تو فرمایا "کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھوں میں آگ کے کنگن پہنائے؟ انہوں نے سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول ہیں۔

گھنگرو کی آواز :-

ایک بار ایک لڑکی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ گھنگرو پہنے ہوئے تھی، گھنگرو کی آواز سنتے ہی حضرت عائشہؓ بولیں کہ گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آوازیں آتی ہیں۔ اس میں فرشتے نہیں آتے۔

غیرت و حمیت :-

ایک صحابیہؓ کا بیٹا شہید ہوگیا۔ وہ بی بی نقاب پہن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، صحابہ کرامؓ نے دیکھ کر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پہن کر۔ وہ صحابی بی بی بولیں میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے شرم و حیا کو تو نہیں کھویا۔ (ابوداؤد)

باریک دوپٹہ :-

ایک بار حضرت عائشہؓ کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں، دیکھتے ہی غصہ سے دوپٹہ کو چاک کر دیا، پھر فرمایا تم نہیں جانتیں کہ سورۂ نور میں خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں اس کے بعد گاڑھے کا دوپٹہ منگوا کر اڑھایا۔

مصنوعی بال :-

ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میری بیٹی دلہن بنی ہے لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا مصنوعی بال جوڑ دوں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مخلوط اجتماع :-

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ راستے میں مرد عورت مل جل کر چل رہے ہیں۔ عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، پیچھے چلو، تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں، اس کے بعد عورتوں کا حال یہ ہوگیا تھا کہ گلی کے کنارہ سے اس طرح لگ کر چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔

صبر و ضبط :-

جنگ احد سے واپسی پر صحابیات اپنے اپنے اعزا و اقارب کا حال دریافت کرنے آئیں، انھیں آنے والیوں میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا حمنہ اپنے بھائی عبداللہ بن جحش پر صبر کرو۔ حمنہ نے انا للہ پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی، آپ نے پھر فرمایا اپنے ماموں حمزہؓ ابن عبدالمطلب پر بھی صبر کرو، انہوں نے اس پر بھی انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت کی پھر خاموش ہوگئیں۔

اب وہ زمانہ گیا :-

ایک خاتون جو اسلام لانے سے پہلے آزادانہ زندگی گزارتی تھیں اور اخلاقی حالت اچھی نہ تھی، جب اسلام لائیں تو ایک بار کسی آدمی نے ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا

بقیہ سبق آموز واقعات

تو بڑے استغنا اور خودداری سے جواب دیا "ہٹو اب وہ زمانہ گیا۔ اور اسلام آیا"

اسلام کی تبلیغ :-

حضرت ام حکیم بنت الحارث عکرمہ ابن ابی جہل کی بیوی تھیں، وہ فتح مکہ کے دوران مسلمان ہوگئیں، لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے، حضرت ام حکیم کو بڑی فکر ہوئی وہ یمن گئیں اور اپنے شوہر کو مسلمان ہونے پر اصرار کیا اور ان کو مسلمان کر کے حضور کی خدمت میں لے آئیں۔ حضورؐ نے جب انکو (عکرمہ ابن ابی جہل کو) اپنے سامنے دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑے

قسط پنجم

حج

کا

(جناب محترم بزرگوار غازی خدا بخش صاحب گیٹی)

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے ذکر الٰہی کی فضیلت میں فرمایا "کیا میں تمہیں سب سے بہتر عمل نہ بتلاؤں؟ حضورؐ کی ان دو باتوں میں اس لئے اختلاف نہیں ہے کہ ہر چیز کی فضیلت مختلف اعتباروں کی بنا پر ہوا کرتی ہے - حج میں فضیلت باعتبار دین الٰہی کی تعظیم و حرمت اور باعتبار اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کے ظہور و غلبہ کے پیش کرنا مقصود ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس اعتبار ایمان باللہ کے بعد جہاد اور حج کے سوا کسی عمل کو فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور اُس نے بیہودہ بکواس نہ کی اور فسق و فجور سے احتراز کیا، ایسا واپس لوٹ گیا گویا اُسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا "ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیان کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے اور پاکیزہ حج کا بدلہ جنت ہی ہے اور آپؐ نے فرمایا "حج اور عمرہ پے در پے بجالاؤ۔"

واقعی میں کہتا ہوں یعنی شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم و حرمت بجالانے اور رحمت الٰہی کے سمندروں میں غوطہ لگانے سے بندوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور ان کو جنت کا حقدار بنا دیا جاتا ہے اور چونکہ صاف ستھرا پاکیزہ حج اور حج و عمرہ کا پے در پے انجام دینا عمرہ کی کثرت دور دور سے لوگوں کا طلب رحمت الٰہی کے لئے جمع ہونا یہ ایک کافی نیک صالح اور کافی نصاب اور کورس ہے - جو رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے لہٰذا آنحضرتؐ نے حج و عمرہ کا یہ عوض اور بدلہ بیان فرمایا

اور آنحضرتؐ نے حج کے اندر بیہودہ بکواس اور فسق و فجور کی ممانعت اس لئے فرمائی تاکہ رحمت کے سمندر میں غوطہ لگانا کامل طور پر ظاہر ہو جائے کیونکہ بیہودہ بکواس اور فسق و فجور سے رحمت الٰہی دور ہو جاتی ہے اور اس سے اعمال حج اور رحمت الٰہی کی تکمیل میں خلل واقع ہوتا ہے -

آنحضرتؐ نے فرمایا "رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے"

میں کہتا ہوں اس میں بھید یہ ہے کہ عمرہ کے مقابلہ میں حج کو فضیلت و برتری اس لئے ہے کہ "حج" شعائر اللہ کی تعظیم اور رحمت الٰہی کی طلب کے لئے ایک زبردست اجتماع میں شامل ہوتا ہے اور عمرہ میں یہ تمام باتیں جمع نہیں ہوتیں۔ لیکن رمضان کا عمرہ وہی کام کرتا ہے جو حج کرتا ہے کیونکہ رمضان میں محسنین نیکوکار بندوں کے انوار اور ان کا عکس و پرتو عام ہو جاتا ہے اور روحانیت کے نازل ہونے کا خاص زمانہ اور وقت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے پاس زادِ راہ اور سواری موجود ہے جو اُسے بیت اللہ تک پہنچا سکتی ہے - پھر بھی اس نے حج نہ کیا تو کچھ بعید نہیں کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔

میں کہتا ہوں یہ اس لئے کہ اسلام کے ارکان میں سے کسی رکن کا ترک کر دینا ملت اسلام اور دین اسلام سے خارج ہو جانے کے برابر ہے اب رہی یہ بات کہ حج نہ کرنے والے کو یہود و نصرانی سے کیوں مشابہ کیا اور نماز نہ پڑھنے والوں کو مشرکوں سے کیوں تشبیہ دی گئی؟ تو اس کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نماز پڑھا کرتے تھے اور حج نہیں کیا کرتے تھے اور مشرکین عرب حج کیا کرتے تھے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے ـــــ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا - حج کرنے والا کیسا ہونا چاہیئے آپؐ نے فرمایا "بلند آواز تلبیہ کرے اور قربانی کرے -" پھر عرض کیا سبیل (راہ) سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے جواب دیا "زادِ راہ اور سواری ہونی چاہیئے ـــ

میں کہتا ہوں - حاجی کی یہ شان یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے حضورؐ میں رہنے کو رذیل، خاکسار عاجز اور ناتواں بنائے - اور حج کے اندر جو مخصوص مصلحت اور حکمت ملحوظ رکھی گئی ہے - وہ یہ ہے کہ کلمہ الٰہی اور دین خداوندی کی شان بلند کی جائے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالےٰ نے جو انعام فرمایا ہے اس کی یاد تازہ کی جائے۔ اور السبیل (راہ) کو زادِ راہ اور سواری سے اس لئے مقید فرمایا یعنی ضروری قرار دیا کہ حج جیسی طاعت سخت فرمانبرداری میں آسانی واجب اور ضروری ہے زادِ راہ اور سواری سے حاصل ہوتی ہے اور اور میت کی جانب سے بھی روزہ رکھا جا سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص حج کر کے میت پر لطف و مہربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

بیٹا:- ابا جی! حج کے طریقوں اور حکموں کے متعلق بھی کچھ اور فرمایئے۔

باپ - بیٹا! صحابہ کرامؓ جو پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان کے بعد آنے والے مسلمان جنہیں تابعینؒ کہتے ہیں ان سے تو حج کے طریقے چار چلے آ رہے ہیں - انہی طریقوں سے لوگ فیض حاصل کرتے رہے ہیں وہ طریقے یہ ہیں

پہلا طریقہ:- ان لوگوں کے لئے جو مکہ معظمہ میں پہلے سے موجود اور حاضر ہوں ایسے لوگ مکہ ہی سے احرام باندھیں - حالتِ احرام میں جماع یعنی عورت سے ہمبستری اور اس کے اسباب اور ضروری باتوں سے بچتے رہیں نیز سر نہ منڈوائے ناخن نہ تراشے سِلا ہوا کپڑا نہ پہنے اور سر ڈھکنے - خوشبو لگانے اور شکار کرنے سے بچیں - اور ایک قول کے مطابق احرام کی حالت میں نکاح سے بھی بچے پھر یہاں سے وہ عرفات کے مقام کی طرف روانہ ہو جائیں - عرفہ کی شام کو عرفات میں موجود ہونا ضروری ہے - سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے واپس لوٹے اور مزدلفہ کے مقام میں رات گزارے پھر سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ چھوڑ دے اور منیٰ کے مقام پر پہنچے اور وہاں عقبہ کبریٰ جہاں لوگ کنکر مارتے ہیں کنکر مارے اور اگر اس کے ساتھ ہدی یعنی قربانی کا جانور ہو تو قربانی کرے اور حلق کرے یعنی سر منڈوائے یا بال کتروا دے اور منیٰ ہی کے قیام میں طواف افاضہ کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے - اس حج کو حج مفرد کہتے ہیں

آفاقی یعنی باہر سے حج کے لئے آنے والوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنی اپنی میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے احرام باندھیں اور اگر عرفات میں قیام سے پہلے مکے میں آ گئے ہوں تو طواف قدوم (آنے کا طواف) کریں اور اس طواف میں رمل بھی کریں یعنی اکڑ کر چلیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی کریں پھر اپنے احرام پر بدستور قائم رہیں یہاں تک کہ عرفات میں قیام کریں اور رمی جمار کر لیویں یعنی کنکر جہاں مارنے ہیں ماریں - اور طواف کعبہ سے فارغ ہو جائیں اس طواف میں رمل اور سعی کا حکم نہیں ہے۔

بیٹا:- ابا جی! عمرہ کسے کہتے ہیں۔

باپ - بیٹا! عمرہ یہ ہے کہ مکے والے حل سے احرام باندھیں اور آفاقی یعنی باہر سے آنے والے "میقات" سے احرام باندھیں خانہ کعبہ کا طواف کریں اور صفا و مروہ میں سعی کریں پھر سر منڈوا دیں یا بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں یعنی احرام کھول دیں یہ دوسرا طریق ہے ہاں عمرہ حج کے مہینے کے علاوہ بھی دوسرے مہینے میں ہو سکتا ہے۔

تیسرا حج تمتع ہے وہ یہ کہ آفاقی آدمی حج کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ میں داخل ہو اور عمرہ پورا کرے اور احرام کھول دے اور حلال ہو جائے پھر حج کا احرام باندھے ایسے آدمی پر واجب ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق جانور کی قربانی کرے

چوتھا حج قران ہے وہ یہ کہ آفاقی آدمی حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور مکہ میں جائے اور تمام افعال اور کام حج سے فارغ ہونے تک احرام ہی کی حالت میں رہے اس آدمی کے لئے ایک قول کے بموجب ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی واجب ہے اور دوسرے قول کے بموجب دو طواف اور دو سعی واجب ہیں - اس کے بعد طاقت

صوم کے مطابق ہدی یعنی قربانی کا جانور قربانی کرے - جب حاجی مکہ سے واپسی کا ارادہ کرے تو طواف [illegible] یعنی جانے کا طواف کر کے رخصت [illegible]

بقیہ تکمیل انسانیت صفحہ ۱۴ سے آگے

ظالم اور ناداں تھا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ظالم و ناداں، دیوانہ عشق کی دوسری تعبیر ہے، ظالم یعنی اپنی حد سے آگے بڑھ جانے والا، یہ صفت انسان کی عملی قوت کی بے اعتدالی کا اور جاہل و ناداں ہونا اس کی عقلی و ذہنی قوت کی بے اعتدالی کا نام ہے۔ ظلوم کا مقابل عادل اور جہول کا مقابل عالم ہے۔ عدل اور علم جو بالفعل انسان کو حاصل نہیں ان کو حاصل کرنے کے لئے اس کو عملی قوت میں عدل یعنی میانہ روی اور اعتدال اور ذہنی قوت میں علم اور معرفت کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید اصطلاح میں عدل کا دوسرا نام عمل صالح، اور علم کا دوسرا نام ایمان ہے ؎

وَالْعَصْرِ ۙ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۙ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (پ ۳۰ ع ۲۸)

(ترجمہ) زمانہ کی قسم، بے شک انسان گھاٹے میں ہے لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

یہ نقصان اور گھاٹا وہی ظلم عملی اور جہل علمی ہے اور اس کا علاج ایمان یعنی علم صحیح اور عادل یعنی عمل صالح ہے اس واقعہ کی شہادت میں انسانیت اس وقت تک گھاٹے اور ٹوٹے میں ہے جب تک کہ اس کو ایمان اور عمل صالح کی توفیق نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ نے زمانہ کو پیش کیا ہے زمانہ سے مقصود وہ واقعات حوادث اور آثار ہیں جو زمانہ کے آغاز آغاز جنگ دنیا میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ کارلائل کے مشہور فقرہ کے مطابق ہر تاریخ صرف بڑے لوگوں کی سوانح عمریوں کے سلسلہ کا نام ہے زمانہ کی تاریخ خود اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں وہ تمام قومیں اور قوموں کے تمام افراد ہمیشہ گھاٹے اور ٹوٹے میں رہے ہیں اور برباد و ہلاک ہوئے ہیں جو ایمان اور عمل صالح سے محروم تھے۔

دنیا کے تمام آسمانی صحیفے تمام مذہبی کتابیں، تمام اخلاقی قصے اور انسانوں کے بنتے اور بگڑنے کی تمام حکایتیں ظلم و جہل اور ایمان و عمل صالحہ کی نیرنگیوں سے معمور ہیں ایک طرف ظلم و جہل۔ شر، تاریکی دوسری طرف عدل، عمل صالح، خیر اور نور کی حکایتیں، داستانیں اور تاریخیں ہیں اور جن افراد نے انسانی ذمہ داریوں کو قبول کیا ان کی تعریف اور جنہوں نے اس سے انکار کیا ان کی برائی کے بیانات ہیں یونانی (ILLIOD) الیڈ، رومی PARALLEL LIVES (پیریلل لائیوز)، ایرانی شاہنامہ، ہندی مہابھارت، رامائن اور گیتا کیا ہیں؟ ہر قوم کے سامنے اس کے بڑے بڑے اشخاص اور اکابر رجال کی زندگیوں سے علم و جہل، ظلم و عدل، خیر و شر، اور ایمان و کفر کی معرکہ آرائیوں کی عبرت آموز مثالیں ہیں تاکہ ہر قوم ظلم و شر اور کفر کے برے نتیجوں سے بچ کر عدل و خیر اور ایمان کی مثالوں سے فائدہ اٹھائے۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک کے بیشتر مضامین کیا ہیں؟ ظالم شریر اور کافر قوموں اور افراد کی تباہی اور عادل نیک اور مومن قوموں اور افراد کی سعادت اور فلاح و کامیابی کی نظیریں، تاکہ ان کو سن کر ظالم عادل بنیں، شریر نیک ہوں اور کافر مومن بن جائیں۔ اسی لئے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں خدا کے پیغمبر اور فرستادے آئے اور اپنی اپنی قوموں کے سامنے اپنی زندگی نمونہ کے طور پر پیش کیں تاکہ ان کی پوری قوم یا اس کے نیک افراد فلاح اور کامیابی حاصل کریں اور آخر میں آنحضرتؐ کو رحمت عالم بنا کر بھیجا تاکہ وہ تمام عالم کے لئے دنیا میں اپنی زندگی کا نمونہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید نے یہ اعلان کیا — فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ (پ ۱۱ ع ۹) تو (اے فرشتو) میں (اس دعوئ نبوت) سے پہلے تمہارے درمیان ایک عرصہ رہا ہوں، کیا تم نہیں سمجھتے؟

اس آیت پاک میں درحقیقت وحی الٰہی نے خود اپنے پیغمبر کی سوانح عمری اور سیرت کو اس کی نبوت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

بہرحال تاریخ کی دنیا میں ہزاروں، لاکھوں اشخاص نمایاں ہیں جنہوں نے آنے والوں کے لئے اپنی اپنی زندگیاں نمونہ کے طور پر پیش کی ہیں ایک طرف شاہانِ عالم کے باشان و شکوہ دربار ہیں ایک طرف سپہ سالاروں کے جنگی پیسے ہیں ایک طرف حکماء اور فلاسفروں کا متین گروہ ہے ایک طرف فاتحین عالم کی پرجلال صفیں ہیں ایک طرف شعراء کی بزم رنگین ہے، ایک طرف دولت مندوں اور خزانوں کے مالکوں کی نرم گدیاں اور کھنکھناتی تجوریاں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی زندگی آدم کے بیٹوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے کارتھیج کا ہنیبال (HANNIBAL) مقدونیہ کا سکندر روم کا سیزر (CÆSAR) ایران کا دارا، یورپ کا نپولین ہر ایک کی زندگی ایک کشش رکھتی ہے۔ سقراط، افلاطون، ارسطو، دیو جانس اور یونان کے دوسرے مشہور فلسفیوں سے لے کر اسپنسر (Spencer) تک تمام حکماء اور فلاسفروں کی زندگیوں میں ایک رنگ نمایاں ہے۔ نمرود و فرعون اور ابوجہل و ابولہب کی دوسری شخصیتیں ہیں۔ قارون کی الگ زندگی ہے۔ غرض دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے بنی آدم کی زندگی کے . . سامنے ہیں لیکن بتاؤ کہ ان مختلف اصناف انسانی میں سے کس کی زندگی نوع انسان کی سعادت، فلاح اور ہدایت کی ضامن اور کفیل اور اس کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

ان لوگوں میں بڑے بڑے فاتح اور سپہ سالار ہیں۔ جنہوں نے اپنی تلوار کی نوک سے دنیا کے تختے الٹ دیئے ہیں لیکن کیا انسانیت کی فلاح و ہدایت کے لئے انہوں نے کوئی نمونہ چھوڑا؟ کیا ان کی تلوار کی کاٹ میدان جنگ سے آگے بڑھ کر انسانی اوہام و خیالات فاسدہ کی بیڑیوں کو بھی کاٹ سکی؟ انسانوں کے باہمی تعلقات کی گتھی بھی سلجھا سکی؟ انسانی معاشرت کا کوئی خاکہ پیش کر سکی؟ ہماری روحانی مایوسیوں اور نا امیدیوں کا کوئی علاج بتا سکی؟ ہمارے دلوں کی ناپاکی اور زنگ کو مٹا سکی، ہمارے اخلاق و اعمال کا کوئی نقشہ بنا سکی؟

دنیا میں بڑے بڑے شاعر بھی پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن خیالی دنیا کے یہ شہنشاہ عملی دنیا میں بالکل بیکار ثابت ہوئے، اس لئے افلاطون کے مشہور نظام حکومت میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی، ہومر سے لے کر فوری جوش و ہنگامہ کی پیدائش اور خیالی لذت و الم کی افزائش کے سوا نسل انسانی کو اس کی زندگی کی مشکلات دور کرنے کے لئے یہ لوگ کوئی صحیح مشورہ نہ دے سکے کیونکہ ان کی شیریں زبانیوں کے پیچھے ان کے حسن عمل کا کوئی خوشنما نمونہ نہ تھا اسی لئے قرآن پاک نے کہا۔

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ○ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ○ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

(پ ۱۹ ع ۱۵)

ترجمہ! اور شاعروں کی پیروی بہکے ہوئے لوگ کرتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں اس کو کرتے نہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے

قرآن پاک نے ان کی شیریں زبانی کے بے اثر ہونے کا فلسفہ بھی بتا دیا کہ وہ خیالات کی وادیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں اور ایمان و عمل صالح کے جوہر سے خالی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس دولت سے مالا مال ہوں، تو کچھ نہ کچھ ان کی باتوں میں ضرور بیت ہوگا تاہم اصلاح و ہدایت کے عظیم الشان فریضہ کو ادا نہیں کر سکتے دنیا کی تاریخ خود اس واقعہ پر گواہ ہے

حکماء اور فلاسفر جنہوں نے بارہا اپنی عقل رسا سے نظام عالم کے نقشے بدل دیئے ہیں۔ جنہوں نے عجائبات عالم کی طلسم کشائی کے حیرت انگیز نظریئے پیش کئے ہیں وہ بھی انسانیت کے نظام ہدایت کا کوئی عملی نقشہ پیش نہ کر سکے اور نہ فرائض انسانی کی طلسم کشائی میں کوئی عملی امداد دے سکے کہ ان کی دقیق نکتہ سنجیوں اور بلند خیالیوں کے پیچھے بھی حسن عمل کا کوئی نمونہ نہ تھا ارسطو نے فلسفۂ اخلاق کی بنیاد ڈالی ہر یونیورسٹی میں اس کے الفاظ اتھکس پر بہترین لیکچر دیئے جاتے ہیں اور اخلاقی مسائل میں اس کی نکتہ آفرینیوں کی داد دی جاتی ہے لیکن سچ بتاؤ اس کو پڑھ کر یا سن کر نوع انسانی کے کتنے افراد راہ راست پر آئے؟ آج دنیا کی ہر یونیورسٹی میں اتھکس کے بڑے بڑے لائق پروفیسر اور اساتذہ موجود ہیں۔ مگر ان کے اخلاق کے فلسفیانہ رموز و اسرار کا دائرہ اثر ان درسگاہوں کی چار دیواریوں سے کبھی آگے بڑھ سکا؟ یا بڑھ سکتا ہے؟ اس لئے کہ جب اپنے کمروں سے نکل کر وہ باہر میدان میں آتے ہیں تو ان کی زندگی عام افرادِ انسانی سے ایک انچ بھی بلند نہیں ہوتی اور انسان کانوں سے نہیں آنکھوں سے بنتا ہے۔

دنیا کے اسٹیج پر بڑے بڑے بادشاہ اور حکمران بھی رونما ہوئے ہیں۔ جنہوں نے کبھی چار دانگ

پر حکومت کی ہے، قوموں کی جان و مال پر قابض ہوئے ہیں ایک ملک کو اجاڑا اور دوسرے کو بسایا ہے ایک قوم کو گھٹایا اور دوسری کو بڑھایا ہے ایک سے چھینا اور دوسرے کو دیا ہے مگر ان کا عام نقشہ وہی رہا جس کو قرآن پاک نے ایک آیت میں ملکہ سبا کی زبان سے ادا کیا ہے۔

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً (پ ۱۹ ع ۱۸)

ترجمہ: بے شک بادشاہ جب کسی آبادی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو بگاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معزز باشندوں کو ذلیل کر دیتے ہیں

ان کی تلواروں کی دھاک نے آبادیوں اور مجمعوں کے مجرموں کو روپوش کر دیا۔ لیکن تنہائیوں اور خلوت خانوں کے روپوش مجرموں کو وہ باز نہ رکھ سکی انہوں نے بازاروں اور راستوں میں امن و امان قائم کیا لیکن دلوں کی بستی میں وہ امن قائم نہ کر سکے، انہوں نے ملک کا نظم و نسق درست کیا لیکن روحوں کی مملکت کا نظم و نسق اُن سے درست نہ ہو سکا بلکہ ہر قسم کی روحانی بربادی انہیں کے درباروں سے نکل کر ہر جگہ پھیلتی رہی ہے کیا سکندر اور (C E SAR) سیزر جیسے بڑے بڑے بادشاہ بھی ہمارے لئے کچھ چھوڑ گئے؟

بڑے بڑے مقنن سولن سے لے کر اس وقت تک پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے قانون کی عمر نے بقا کی دولت نہ پائی اور اس کے ماننے والوں کو دل کی صفائی کا راز نہ ملا دوسرے دور کے حاکموں اور عدالتوں نے خود اس کو حرف غلط سمجھ کر مٹا دیا اور اپنی مرضی اور اپنی مصلحتوں کے مطابق نہ کہ انسانوں کی اصلاح کی خاطر اس کی جگہ دوسرا قانون بنا لیا اور آج بھی یہی حالت قائم ہے آج اس مہذب دور حکومت میں بھی یہی صورت قائم ہے۔ کہ اس آئین ساز مجلسیں بنائی گئی ہیں جو اپنے ہر اجلاس میں آج جو بناتی ہیں کل اس کو مٹاتی ہیں اور یہ سب کچھ انسانوں کی خاطر نہیں بلکہ حکومتوں کی خاطر ہوتا رہتا ہے۔

عزیز دوستو! تم نے صنف انسانی کے بلند پایہ طبقوں میں سے جن سے انسانوں کی بھلائی اور سدھار کی توقعات ہو سکتی ہیں ہر ایک کا جائزہ لے لیا غور سے دیکھو اس وقت دنیا میں جہاں کہیں بھی نیکی کی روشنی اور اچھائی کا نور ہے، جہاں کہیں بھی خلوص اور دل کی صفائی کا اُجالا ہے کیا وہ صرف انہی بزرگوں کی تعلیم اور ہدایت کا نتیجہ نہیں ہے جن کو تم انبیائے کرام کے نام سے جانتے ہو؟ پہاڑوں کے غار، جنگلوں کے جھنڈ، شہروں کی آبادیاں غرض جہاں کہیں بھی رحم و انصاف، غریبوں کی مدد، یتیموں کی پرورش، اور نیکیوں کا سراغ ملتا ہے وہ اسی برگزیدہ جماعت کے کسی نہ کسی فرد کی دعوت اور پکار کا دائمی اثر ہے قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ پ ۲۲ ع ۱۵

ترجمہ! کوئی قوم نہیں جس میں کوئی انسانوں کا ہوشیار کرنے والا نہ گزرا ہو

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ پ ۱۳ ع ۷)

ترجمہ! اور ہر قوم کے لئے ایک راہنما ہے۔

آج ہر قوم اور ہر ملک میں انہی کی برکتوں کا اجالا نظر آتا ہے اور ہر طرف ان ہی کی پکاروں کی آواز باز گشت سنائی دیتی ہے۔ افریقہ کے وحشی ہوں یا یورپ کے مہذب سب کے دلوں کی صفائی انہیں کے سرچشمہ سے ہوتی ہے اور ہو رہی ہے اوپر جتنے بلند پایہ اور عالی رُتبہ انسانی طبقوں کے نام آئے ہیں ان میں سب سے بلند اور سب سے اعلےٰ وہ طبقہ ہے جو بادشاہوں کی طرح جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر حکومت کرتا ہے اس کی حکمرانی کی زمین دنیا کی مملکت نہیں بلکہ دلوں کی مملکت ہے۔ جو گو سپہ سالاروں کی طرح تیغ بکف نہیں تاہم وہ گناہوں کے پرے اور آلودگیوں کی صفیں دم کے دم میں الٹ دیتا ہے گو وہ خیالی شاعر نہیں لیکن اس کی شیریں بیانیوں کے ذائقہ سے اب تک انسانوں کے کام و دہن لطف اٹھا رہے ہیں، گو وہ ظاہری طور پر قانون ساز اور مجلسوں کے سینٹر (CENTRE) نہ تھے لیکن صدہا اور ہزارہا سال گزر جانے کے بعد بھی ان کا قانون اس طرح زندہ ہے جو خود حاکموں اور عدالتوں پر حکمران ہے۔ اور بلا تفریق شاہ و گدا اور بادشاہ و رعایا سب پر یکساں جاری ہے۔

یہاں مذہب اور اعتقاد کا سوال نہیں بلکہ عملی تاریخ کا سوال ہے کہ آیا یہ واقعہ ہے یا نہیں؟ پاٹلی پتر کے راجہ اشوک کے احکام صرف پتھر کی لاٹوں پر کندہ تھے مگر بودھ کا حکم دلوں کی تختیوں پر منقوش ہے اُجین ہستنا پور (دہلی) اور قنوج کے راجاؤں کے احکام مٹ چکے ہیں۔ لیکن منو جی کا دھرم شاستر اب تک نافذ اور جاری ہے۔ بابل کے سب سے پہلے قانون ساز بادشاہ حمورابی کے قانونی دفعات مدت ہوئی کہ مٹی کے ڈھیر میں دفن ہو گئے

مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم آج بھی موجود ہے۔ فرعون کی ذات اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کے دن قائم رہی مگر حضرت موسیٰؑ کے اعجاز کا آج بھی زمانہ معترف ہے، سولن کے بنائے ہوئے قانون کتنے دن چل سکے؟ مگر توراۃ کا آسمانی قانون آج بھی انسانوں میں عدل کی ترازو ہے۔ وہ رومن لا جس نے حضرت مسیحؑ کو عدالت میں گنہگار ٹھیرایا تھا۔ صدیاں گزریں کہ معدوم ہو چکا مگر حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم و ہدایت آج بھی گنہگاروں کو نیک اور مجرموں کو پاک بنانے میں اُسی طرح مصروف ہے۔ مکہ کے ابوجہل، ایران کے کسریٰ اور رُوم کے قیصر کی حکومتیں مٹ گئیں مگر شہنشاہ مدینہ کی فرمانروائی بدستور قائم اور مسلم ہے

دوستو! صرف اپنے عقیدہ سے نہیں بلکہ عقلی استدلال اور دنیا کی عملی تاریخ سے تمہارے دلوں میں یہ یقین پیدا ہو گیا ہو گا کہ بنی نوع انسان کی حقیقی بھلائی اعمال کی نیکی، اخلاق کی بہتری، دلوں کی صفائی اور انسانی قویٰ میں اعتدال اور میانہ روی پیدا کرنے میں کامیاب کوششیں اگر کسی طبقہ انسانی نے انجام دی ہیں تو وہ صرف انبیائے کرام کا طبقہ ہے۔ جو خدا کے فرستادہ ہو کر اُس دنیا میں آئے اور دنیا کو نیک تعلیم اور ہدایت دے کر اپنے بعد بھی لوگوں کے لئے چلنے کا ایک راستہ بنا کر چھوڑ گئے جن کی تعلیم و عمل کے سرچشمہ سے بادشاہ و رعایا، امیر و غریب، جاہل و عالم سب برابر کا فیض پا رہے ہیں۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ الخ (پ ۷ ع ۱۶)

ترجمہ! اور ہم نے ابراہیمؑ کو اُس کی قوم پر اپنی حجت پیش کرنے کے لئے، یہ دلیل عنایت کی ہم جس کو چاہتے ہیں درجوں میں بلند کر دیتے ہیں بے شک تیرا پروردگار حکمت والا اور علم والا ہے اور ہم نے ان کو (ابراہیمؑ) اسحاق اور یعقوب عطا کئے ہر ایک کو ان میں سے ہدایت بخشی اور ہم نے ابراہیمؑ سے پہلے نوحؑ کو ہدایت دی اور ابراہیمؑ کی نسل سے داؤدؑ سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسےٰؑ اور ہارون علیہم السلام کو ہدایت دی اور ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو ہدایت دی ہر ایک ان میں کا صالح لوگوں میں تھا اور اسماعیلؑ، الیسعؑ، یونسؑ اور لوطؑ کو ہدایت دی اور ان میں سے ہر ایک کو دنیا میں (اس کے زمانہ کے لوگوں) پر فضیلت بخشی اور (اُن کے بزرگوں، ان کی اولادوں اور ان کے بھائیوں میں سے، اور ان کو چُنا اور ان کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کی یہی خدا کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اُسے ہدایت دیتا ہے اگر وہ شرک کرتے تو اُن کے سارے عمل برباد ہو جاتے یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب، قوت، فیصلہ اور پیغمبری عنایت کی تو اگر یہ لوگ (جو ان کے نام لیوا آج موجود ہیں) ان نعمتوں کی ناشکری کریں تو ہم نے ان نعمتوں کو ایسے لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے سپرد کر دیا جو ان کی نا قدری نہیں کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو بھی انہی کی ہدایت کی پیروی کر۔

ان پاک آیتوں میں انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اصناف انسانی میں سے ایک خاص طبقہ کے بہترین افراد کے نام بتائے گئے ہیں جن کی پیروی اور تقلید ہماری روحانی بیماریوں کا علاج اور اخلاقی کمزوریوں کا درمان ہے یہی وہ مقدس گروہ ہے جو خدا کی بسائی ہوئی تمام آبادیوں میں پھیلا اور مختلف زمانوں میں اپنی تعلیم و ہدایت کا چراغ روشن کرتا رہا۔ آج انسان کے سرمایہ میں فلاح و سعادت اخلاق نیک اعمال اور بہترین زندگیوں کے جو کچھ اثرات و نتائج ہیں وہ سب انہی بزرگوں کے فیوض و برکات ہیں وہ جگہ جگہ اپنے نقش قدم چھوڑ گئے اور دنیا کم و بیش انہی پر چل کر اپنی کوششوں کی کامیابی ڈھونڈھ رہی ہے

نوحؑ کا جوش تبلیغ، ابراہیمؑ کا ولولۂ توحید، اسحٰقؑ

کی وراثت پدری، اسماعیلؑ کا ایثار، موسیٰؑ کی سعی وکوشش ہارونؑ کی رفاقت حق، یعقوبؑ کی تسلیم، داودؑ کی عزیمت حق، سلیمانؑ کا سرور وحکمت، زکریاؑ کی عبادت، یحییٰؑ کی عفت، عیسیٰؑ کا زہد، یونسؑ کا اعتراف قصور، لوطؑ کی جاں فشانی، ایوبؑ کا صبر، وہ حقیقی نقش ونگار ہیں جن سے ہماری روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ ہے اور جہاں کہیں ان صفات عالیہ کا وجود ہے - وہ انہی بزرگوں کی مثالوں اور نمونوں کا عکس ہے

انسانوں کی عمدہ معاشرت، صحیح تمدن اور اعلیٰ سیرت کی تکمیل اور کائنات کے اندر اس کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ حاصل کرانے میں یقیناً تمام کارکن طبقات انسانی کا حصہ ہے ہیئت والوں نے ستاروں کی چالیں بتلائیں - حکماء نے چیزوں کے خواص ظاہر کئے طبیبوں نے بیماریوں کے نسخے تجویز کئے، مہندسوں نے عمارتوں کا فن نکالا، صناعوں نے ہنر اور فن پیدا کئے ان سب کی کوششوں سے مل کر یہ دنیا تکمیل کو پہنچی اس لئے ہم سب ان کے شکرگزار ہیں - مگر سب سے زیادہ ممنون ہم ان بزرگوں کے ہیں - جنہوں نے ہماری اندرونی دنیا کو آباد کیا - جنہوں نے ہماری حرص وہوا کی اندرونی چالیں درست کیں - ہماری روحانی بیماریوں کے نسخے ترتیب دیئے - ہمارے جذبات، ہمارے احساسات اور ہمارے ارادوں کے نقشے درست کئے ہمارے نفوس وقلوب کے عروج وتنزل کا فن ترتیب دیا - جس نے دنیا کے صحیح تمدن اور صحیح معاشرت کی تکمیل کی اخلاق وسیرت انسانیت کا جوہر پایا، نیکی اور بھلائی ایوان عمل کے نقش ونگار ٹھہرے خدا اور بندہ کا رشتہ باہم مضبوط ہوا - اور روز الست کو بھولا ہوا وعدہ ہم کو یاد آیا اگر ہم ان انسانی سرشت کے ان رموز واسرار اور نیکی وسعادت کے ان پیغمبرانہ تعلیمات سے ناواقف ہوتے تو کیا یہ دنیا کبھی تکمیل کو پہنچ سکتی؟ اس لئے اس برگزیدہ اور پاک طبقۂ انسانی کے احسانات ہم انسانوں پر سب سے زیادہ ہیں اور اس لئے ہر فرد انسانی پر خواہ وہ کسی صنف سے تعلق رکھتا ہو ان کی شکرگزاری کا اظہار واجب ہے اسی کا نام اسلام کی زبان میں صلوٰۃ وسلام ہے جو ہم انبیائے کرام کے نام نامی کے ساتھ ہم ادا کرتے ہیں - اللّٰھم صلّ علیہم وسلّم -

حضرات! یہ نفوس قدسیہ اپنے اپنے وقت پر آئے اور گزر گئے اس عالم فانی کی کوئی چیز ابدی نہیں ان کی زندگیاں خواہ کتنی ہی مقدس اور معصوم ہوں تاہم وہ بقاء ودوام کی دولت سے سرفراز نہ تھیں ---- اس لئے آئندہ آنے والے انسانوں کے لئے جو چیز راہبر ہو سکتی ہے وہ ان کی زندگیوں کی تحریری اور روایتی عکس اور تصویریں ہیں - ہمارے پاس اس کے سوا اس سرمایۂ معلومات کی حفاظت کا اور کوئی طریقہ نہیں - دنیا میں پچھلے عہد کے علوم وفنون، خیالات، تحقیقات، واقعات اور حالات کے جاننے کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں انسانی زندگیوں کے انہی تحریری اور روایتی عکسوں اور تصویروں کا نام تاریخ اور سیرت ہے ہماری زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں ممکن ہے کہ ہر ساتھی زندگی میں کوئی نہ کوئی عبرت اور بصیرت ہو لیکن ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی کی تکمیل وتزکیہ کے لئے صرف انبیائے کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی ہستیوں کی تاریخیں اور سیرتیں ہی کارآمد اور مفید ہو سکتی ہیں اب تک دنیا نے انہی سے فیض پایا ہے اور آئندہ بھی انہی سے فیض پا سکتی ہے اس لئے دنیا کا اپنے تزکیہ اور تکمیل روحانی کے لئے ان برگزیدہ ہستیوں کی سیرتوں کی حفاظت سب سے بڑا اہم فرض ہے

بہتر سے بہتر فلسفہ، عمدہ سے عمدہ تعلیم بھی سچی ہدایت زندگی نہیں پا سکتی اور کامیاب نہیں ہو سکتی اگر اس کے پیچھے کوئی ایسی شخصیت اس کی عامل اور حامل ہو کر قائم نہیں ہے جو ہماری توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز ہو

غرض ہم کو اپنی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے معصوم انسانوں، بےگناہ ہستیوں اور ہر حیثیت سے باکمال بزرگوں کی ضرورت ہے اور وہ صرف انبیائے کرام ہی ہیں - صلوات اللہ علیہم اجمعین ہ

بنی اسرائیل کی ایک عقلمند دیندار بی بی

چوھدری سردار محمد جوڈیشل جیل لاہور

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور عابد تھا - اس کو اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی --- اتفاق سے وہ مر گئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ وہ اسی غم میں دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا - اور سب سے میل ملاپ بند کر دیا - بنی اسرائیل میں ایک بہت دانشمند عورت تھی - اس نے یہ قصہ سنا تو اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ میں نے عالم صاحب سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ میں زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازے پر جم کر بیٹھ گئی - آخر اس عالم کو خبر ہوئی اور اس نے عورت کو اندر آنے کی اجازت دی آکر کہنے لگی کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے - عالم صاحب نے کہا کہ بیان کیجئے - کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگ کر لئے تھے اور وہ زیور میں مدت تک پہنتی رہی - پھر اس پڑوسن نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور واپس بھیجو تو کیا اس کا زیور دے دینا چاہئے عالم صاحب نے کہا کہ دے دو؟ وہ عورت کہنے لگی کہ وہ زیور تو میرے پاس ایک طویل عرصہ سے ہے - تو کیسے دے دوں عالم نے کہا تب تو اور بھی خوشی کے ساتھ دینا چاہئے کیونکہ ایک طویل عرصہ سے اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے - عورت نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو - خدا تعالیٰ نے ایک چیز مانگے کی دی تھی اور پھر جب چاہا واپس لے لی اس کی چیز تھی اور اسی نے لے لی تو پھر آپ کو غم نہیں کرنا چاہئے یہ سن کر عالم کی آنکھیں کھل گئیں اور اس سے اس کو بہت فائدہ پہنچا -

فائدہ :- دیکھئے کیسی عقلمند وزیرک عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم تھا ایسے موقعہ پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوئی اگرچہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے کم ہی درجہ کا تھا -

فرقانیہ مدرسہ کا سالانہ جلسہ

مدرسہ فرقانیہ مدینہ رجسٹرڈ راولپنڈی کا ۳۳، ۳۴ سالانہ جلسہ موعودہ بحکم خدا تین ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶، ۲۷، ۲۸ اپریل ۱۹۶۳ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو مدرسہ کی جدید عمارت میں ہو رہا ہے جس میں اکابر صوفیائے کرام و علمائے عظام قراء ونعت خواں حضرات شرکت فرمائیں گے - قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب انور کی تشریف آوری باعث برکات ہے - متوسلین نوٹ فرمالیں اس موقعہ پر تجوید سے فارغ طلباء کو سند اور حفظ سے فارغ ہونے والے طلباء کی دستاربندی بھی ہوگی -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد سورۃ فاتحہ کے نام اور ان کے وجوہ۔ پہلا نام فاتحۃ الکتاب ہے کیونکہ قرآن حکیم کا افتتاح (شروع) اسی سے ہوتا ہے۔ دوسرا نام سورۃ الحمد ہے کیونکہ الحمد سے شروع کی جاتی ہے تیسرا نام اُم القرآن یا اُم الکتاب ہے۔ اُم ہر چیز کی اصل کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ کے مضامین قرآن حکیم کے سارے مضامین کی اصل اور جڑ ہیں۔ یہ مضامین بمنزلہ بیج کے ہیں اور سارے قرآن حکیم کے مضامین بمنزلہ درخت کے ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں قرآن حکیم کے مضامین کا ایک اجمالی خاکہ موجود ہے جس کی تفصیل سارا قرآن مجید ہے۔ چوتھا نام السبع المثانی ہے یعنی سات آیتیں دہرائی ہوئیں۔ کیونکہ اس سورۃ کو ہر نماز اور ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے۔ پانچواں نام وافیہ ہے۔

المنزل ۱

خلاصہ۔ یہ سورۃ سارے قرآن حکیم کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے۔
ماخذ توحید آیت ۱، ۲، ۴، قیامت آیت ۳، رسالت وغیرہ آیت ۶، برگزیدگان آیت ۶، مردودین آیت ۷۔

وافیہ کے معنی پوری ہونے والی۔ کیونکہ ہر رکعت میں یہ پوری پڑھی جاتی ہے۔ چھٹا نام کافیہ ہے کیونکہ قرآن حکیم کے سارے مضامین پر اجمالی طور پر کافی ہونے والی ہے۔ ساتواں نام سورۃ الکنز ہے۔ کنز کے معنی خزانہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورۃ فاتحہ میرے عرش کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ آٹھواں نام سورۃ الشفا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فاتحۃ الکتاب موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔ نواں نام سورۃ الاساس ہے۔ اساس کے معنی بنیاد ہے اور یہ سورۃ سارے قرآن حکیم کی بنیاد ہے۔ تیسرے اور نویں نام میں فقط لفظوں کا فرق ہے۔ ورنہ دونوں میں مطلب ایک ہی ہے۔ خلاصہ مضامین سورۃ فاتحہ۔ اور وہ سارے قرآن حکیم کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے۔ عقاید اسلامی کے اصل الاصول تین عقیدے ہیں۔ توحید یعنی خدائے تعالیٰ کو ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننا۔ رسالت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا رسول جاننا اور قیامت کا قائل ہونا چنانچہ قبل از ہجرت تیرہ سالہ آپ کی مبارک زندگی جو مکہ معظمہ میں بسر ہوئی ہے۔ اس اثنا میں جتنا حصہ قرآن حکیم کا نازل ہوا ہے۔ اس میں زیادہ تر انہیں تین عقیدوں کا مخالفین کے ذہن نشین کرانا انہیں کے متعلق شکوک و شبہات کا رفع کرنا۔ ان کے ماننے والوں کو جزائے خیر اور نہ ماننے والوں کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ ان عقاید کے ذہن نشین کرانے کے بعد دوسرا مقصد قرآن حکیم کی تعلیم کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلم کلمہ گو خدا کے برگزیدہ بندوں کے نقش قدم پر چلانا اور بارگاہ الٰہی سے مردود ہستیوں کے راستے سے ہٹانا چنانچہ سورۃ فاتحہ کے اندر یہ دوسرا مقصد بھی ...... نہایت عمدگی سے بیان فرمایا گیا ہے ربط آیات (۱) دنیا میں صفات الٰہیہ کے غیر متناہی مظاہر ہیں۔ سب سے پہلے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی جس مظہر الٰہی سے انسان کا تعارف ہوتا ہے وہ مظہر صفت ربوبیت ہے۔ مثلاً دنیا میں آتے ہی جب بچے کو بھوک لگتی ہے تو روتا ہے جب ماں کا پستان منہ میں (باقی بر صفحہ ۳)

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ

اٰیَاتُھَا ۷ (۱) سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۵) رُکُوْعُھَا ۱

آیتیں ۷ سورۃ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان

الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾

نہایت رحم والا جزا کے دن کا مالک

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ

ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴿۶﴾ غَيْرِ

کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے

اٰمِيْنَ

آمین

منزل ۱

دیدہ زیب قرآن عزیز رنگین وعکسی

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۸ء سفر عمرہ کے دوران غلاف کعبہ کو تھام کر قرآن عزیز کی عکسی طباعت کیلئے دعا فرمائی جو بفضلہ تعالیٰ مستجاب ہوئی اور عمرہ سے واپسی پر کراچی میں دو مخیر حضرات نے حاضر خدمت ہو کر انجمن خدام الدین کے کسی کار خیر میں معاونت کی پیشکش کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی طباعت کا تذکرہ فرمایا اور دوران گفتگو ابتدائی اخراجات کا تخمینہ پچاس ہزار روپے بھی بتا دیا۔ خدا کی قدرت دوسرے روز اس مقصد کے لئے مطلوبہ رقم پیش کر دی گئی حضرت رحمۃ اللہ نے عکسی قرآن مجید کی طباعت کے لئے یہ مخصوص رقم انجمن خدام الدین لاہور کے حساب میں جمع کرا کر کارکنان فیروز سنز لمیٹڈ پریس کے حوالے کر دی۔

اللہ تعالےٰ معطی صاحبان کا یہ ہدیہ قبول فرمائے اور ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

الحمد للہ کم وبیش ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن عزیز چھپ گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ حضرات تک پہنچانے کی غرض سے ھدیہ بالکل کم رکھا گیا ہے بلکہ ابتدا کے اخراجات تو شمار ہی نہیں کئے گئے۔ صرف کاغذ چھپائی اور جلد سازی کی لاگت پر ہدیہ مرتب کیا گیا ہے۔ قارئین خدام الدین قرآن عزیز کی خریداری اور اشاعت میں دلچسپی لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم شعبۂ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین لاہور

ایڈیٹر عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تجشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

شائع ہو گیا ہے

ہدیہ فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کُل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا